غیر مسلم دانشوروں کی نظر میں
قیام
امام حسینؑ

غیر مسلم دانشوروں کی نظر میں

قیامِ امام حسینؑ

ملنے کا پتہ

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت علیؑ لکھنؤ

نام کتاب : قیام امام حسین غیر مسلم دانشوروں کی نظر میں

ترتیب و تنظیم : سید سعید حیدر زیدی

کمپوزنگ : سید محمد صادق شرف الدین موسوی

سنہ طباعت : جنوری ۲۰۰۲ء

ناشر : عباس بک ایجنسی، رستم نگر، لکھنؤ

مطبع : ایس۔ایس انٹرپرائز دہلی

تعداد : ۱۱۰۰

ہدیہ : ۳۰/- روپے

بصد شکریہ دار الثقافۃ الاسلامیہ پاکستان

☆

ملنے کا پتہ

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت علی لکھنؤ

فون نمبر: 269598,260756

فہرست

صفحہ نمبر

صفحہ نمبر

صفحہ نمبر

دربارِ حسینؑ میں

صفحہ نمبر

صفحہ نمبر

صفحہ نمبر

حسینؑ سے سکھوں کی عقیدت

حسینؑ پارسیوں کی نظر میں

عرض ناشر

قیام مقدس حضرت ابی عبد اللہ الحسینؑ کے اہداف کو فروغ دینے اور اسے لاحق خرافات، اوہام اور خواطر کے گرد و غبار سے پاک و منزہ کرنے کے عزم و ارادے کے تسلسل کی ایک کڑی، اس قیام کے بارے میں، معروف و مشہور غیر مسلم دانشوروں کے اقوال و نظریات ہیں، جن میں سے کچھ ہم آپکی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

ان غیر مسلم دانشوروں کے اقوال و نظریات کو پیش کرنے کی ضرورت اس لئے محسوس نہیں ہوئی کہ اس سے حسینؑ کی عظمت و بزرگی میں کوئی اضافہ ہو گا بلکہ ان کو پیش کرنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قیام مقدس حسینؑ انسانیت کے مسلمہ حقائق پر مبنی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر انسان عاقل، خواہ اس کا تعلق کسی مذہب و ملت سے ہو ان حقائق کو تسلیم کرتا ہے اور اپنے مدعا و عزم کو ثابت کرنے کے لئے ان حقائق کو بطور تمسک اور دلیل پیش کرتا ہے۔ یہ حقائق دین و مذہب سے بالاتر ہیں اور سب کے نزدیک ایک مسلمہ حقیقت کی حیثیت رکھتے ہیں بلکہ بعض اوقات خود دین و مذہب کو ثابت کرنے کے

لئے انہی مسلمات عقلی کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ علم اعتقاد میں اس کو قاعدہ "حسن و قبح عقلی" کہتے ہیں۔

غیر مسلم دانشوروں کا امام حسینؑ کے قیام مقدس کے بارے میں مخلصانہ اظہار و تاثر پیش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ قیام امام حسینؑ کے اہداف اتنے مسلمہ ہیں کہ جن سے کوئی بھی انسانِ عاقل انکار نہیں کر سکتا خواہ اسکا تعلق کسی بھی مذہب و ملت سے ہو۔ بالفاظ دیگر یہ ایک ایسا مستحسن عمل تھا جس سے تمام ملل و مذاہب کے لوگ اتفاق کرتے ہیں۔

دوسری وجہ : کسی بھی دو گروہ کے درمیان اگر جنگ، مجادلہ یا اختلاف ہو جائے تو اسکو ختم کرنے کیلئے ایسے ذرائع و وسائل بروئے کار لائے جاتے ہیں جن پر فریقین کو اتفاق ہو، مثلاً امت مسلمہ میں رفع اختلاف کیلئے فرمانِ رسولؐ بہترین ذریعہ ہیں کیونکہ تمام مسلمانوں کے نزدیک اقوال وافعال رسولؐ حکم کا درجہ رکھتے ہیں۔ لہٰذا پہلے احادیث رسولؐ کی مدد سے باہمی اختلافات کو رفع کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن اگر اس سے بھی ممکن نہ ہو تو پھر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ تمام چیزوں کی برگشت اسی کی طرف ہے۔

چنانچہ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ بارہا امت اسلامی نے اپنے اختلافات کو کتاب خدا کے فیصلے پر چھوڑا ہے۔ لیکن اگر بدقسمتی سے کوئی گروہ کسی نہ کسی وجوہ کی بنا پر کتاب خدا سے بھی روگردانی اختیار کرے تو پس منظر میں موجود دیگر حقائق اور نقطۂ اتفاق کو تلاش کرنا پڑتا ہے تاکہ اس کی روشنی میں مسائل کا حل تلاش کر کے فریقین کو تسلیم کرایا جاسکے۔ چنانچہ تواریخ میں لکھا ہے کہ عصر عاشور جب جنگ

کے آخری لمحات تھے، امامؑ نے دیکھا کہ لشکر عمر ابن سعد کے کچھ سپاہی آپکے خیام کی طرف بڑھ رہے ہیں تو آپؑ نے ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "اگر تمہارے پاس دین و مذہب نہیں، خوف خدا نہیں، قیامت سے تم نہیں ڈرتے، تو اپنی عربی غیرت و حمیت کا تو پاس رکھو۔ تم بھی عرب ہو، ہم بھی عرب ہیں، کم از کم اپنی عربیت میں تو آزاد رہو۔"

امامؑ کے اس فرمان کے تحت گویا آزادی بھی امام کا ایک نعرہ ہے، ایک پیغام ہے جس کی طرف آپؑ نے اس وقت کی امت کو دعوت دیتے ہوئے فرمایا کہ "آؤ! کم از کم اس قدر مشترک میں تو ہم ساتھ رہیں"۔

لشکر عمر سعد پر آپکے اس فرمان کا جو اثر ہوا، سو ہوا، لیکن ایسا لگتا ہے کہ چند سال گزرنے کے بعد امام کا پیغام آزادی مغرب والوں کے کان میں بھی پہنچا۔ اور آزادی کے اسی نعرے کے طفیل وبرکت انہوں نے قرون وسطی کی تاریکیوں سے نجات حاصل کی اور تمام مصنوعی آمریتیں اپنی مختلف شکلوں میں ہمیشہ کیلئے دفن ہو کر رہ گئیں۔ اس وقت اہل مغرب آزادی کو اپنی پہچان قرار دیتے ہیں اور جو لوگ آج آزادی سے بہرہ مند ہیں، اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں انہیں حسینؑ ضرور یاد آتے ہوں گے۔ شاید اسی لئے حسینؑ کی اعلان کردہ اس آزادی کی قدردانی کرتے ہوئے انہوں نے قیام امام حسینؑ کو سراہا ہے۔ بہت سے مغربی دانشور اور مفکر حضرات نے امامؑ کے اس نعرۂ آزادی کو سراہتے ہوئے آپکی تعریف کی ہے اور دنیا کو یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ حسینؑ صرف دین و شریعت کے داعی و محافظ نہیں بلکہ عالم انسانیت کی پہچان اور تمام انسانوں کا شعار ہیں۔ حسینؑ کسی

خاص قوم اور مذہب وملت تک محدود نہیں بلکہ تمام عالم انسانیت کے لئے چراغ ہدایت ہیں۔

لیکن افسوس اس وقت حسینیوں نے حسینؑ کو اپنے گھیرے میں محدود کر رکھا ہے۔ شاید وہ سمجھتے ہیں کہ دوسروں کو سمجھانے کے لئے ان کے پاس کوئی قابل قبول اور قابل سماعت مواد موجود نہیں، جسے تحریراً یا تقریراً لوگوں تک پہنچایا جاسکے۔ گویا غیروں کے لئے تو پیغام حسینیؑ سننے پر بھی پابندی ہے۔ ادھر اپنے اندر یہ حال ہے کہ لوگوں کو آئے دن من گھڑت اور تحریف شدہ قصے کہانیاں سنا کر بہلایا جارہا ہے اور اس پر ستم یہ کہ ان تحریف سازوں کے خلاف کسی کو زبان کھولنے کی بھی اجازت نہیں۔

غرض اس وقت صورت حال یہ ہے کہ تحریف سازوں کو مکمل آزادی ہے کہ قیام مقدسِ امام حسینؑ کو جس طرح چاہیں پیش کریں، انپر کوئی پابندی نہیں، ہاں اگر کوئی پابندی ہے تو حق گوئی پر ہے، آزادی انتقاد پر ہے۔

آخر میں ایک نکتہ کی وضاحت کرنا ضروری ہے۔ یہ جو غیر مسلم دانشوروں کے اقوال و نظریات جمع کر کے ہم نے آپکی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے، یہیں تک محدود نہیں۔ لہٰذا تمام حضرات و خواتین سے درخواست ہے کہ اگر کسی کے پاس ایسا مواد موجود ہو تو وہ ہمیں بمعہ سند ارسال فرمادیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اسکو شامل کیا جاسکے۔

وماتوفیقی الا باللہ

دار الثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان

عیسائیوں کا خراج عقیدت

مسٹر جان لونگ

حسین دیندار، خدا پرست، فروتن اور بے مثل بہادر تھے۔ وہ سلطنت اور حکومت کے لئے نہیں لڑے بلکہ خدا پرستی کے جوش میں یزید سے اس لئے بیزار تھے کہ وہ اسلام اور دینِ محمدی کے خلاف تھا۔

○

مسٹر واشنگٹن اورنگ

۱۰؍ محرم الحرام ۶۱ھ مطابق ۱۳؍ اکتوبر ۶۸۵ء اس لاجواب لڑائی کی تاریخ ہے۔ کئی ہزار فوج کے ساتھ لڑنے میں بہتّر آدمیوں کا زندہ رہنا محال تھا۔ زندگی تلف ہوجانے کا یقینِ کامل تھا۔ نہایت آسانی سے ممکن تھا کہ حضرت امام حسین یزید سے اس کی تمنا کے موافق بیعت کرکے اپنی جان بچا لیتے مگر اس ذمہ داری کے خیال نے جو ایک مذہبی مصلح کی طبیعت میں ہوتی ہے اس بات کا اثر نہ ہونے دیا اور آپ کو نہایت سخت مصیبت اور تکلیف پر بھی ایک بے مثل صبر و

استقلال کے ساتھ قائم رکھا۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کا قتل، زخموں کی تکلیف، عرب کی دھوپ، اس دھوپ میں زخم اور پیاس یہ ایسی تکلیفیں نہ تھیں جو سلطنت کے شوق میں کسی آدمی کو صبر کے ساتھ اپنے ارادے پر قائم رہنے دیتیں۔(انجام کراچی)

○

مسٹر کارلائل (مصنف ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ)

آؤ ہم دیکھیں کہ واقعہ کربلا سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے۔ سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ شہدائے کربلا کو خدا کا کامل یقین تھا۔ اس کے علاوہ ان سے قومی غیرت اور حمیت کا بہترین سبق ملتا ہے جو کسی اور تاریخ سے نہیں ملتا۔

وہ اپنی آنکھوں سے اس دنیا سے اچھی دنیا دیکھ رہے تھے۔ ایک نتیجہ یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ جب دنیا میں معصیت اور غضب وغیرہ بہت ہوتا ہے تو خدا کا قانون قربانی مانگتا ہے۔ اس کے بعد تمام راہیں صاف ہو جاتی ہیں۔

(انجام کراچی)

○

مسٹر جیمس کاکرن (مصنف تاریخِ چین)

دنیا میں رستم کا نام بہادری میں مشہور ہے لیکن کئی شخص ایسے گزرے ہیں جن کے سامنے رستم کا نام لینے کے قابل نہیں۔

بہادری میں اول درجہ کا مرتبہ حسین ابنِ علی کا ہے۔ کیونکہ میدانِ کربلا میں ریت پر تشنگی اور بھوک کی حالت میں جس شخص نے ایسا کام کیا ہو اس کے

سامنے رستم کا نام وہی شخص لے گا جو تاریخ سے واقف نہ ہو۔(انجام کراچی)

○

مسٹر آرتھر۔ این وسٹن۔ (سی' آئی' اے)

(۱)

حسین میں صبر و استقلال اور اخلاق کے وہ اعلیٰ جواہر اور کمالات موجود تھے جو عام انسانوں میں نہیں پائے جاتے۔ اس لئے حسین کی ذات خود ایک معجزہ ہے۔ حسین کی بہادری اور شجاعت کی مثال شاید ہی دنیا کبھی پیش کر سکے۔ اقوامِ عالم کی تاریخ کبھی کوئی ایسا سورما پیش نہ کر سکی جو ہزاروں سے یک و تنہا لڑا ہو اور بہ رضا و رغبت مرنے پر تیار ہو گیا ہو۔(حسینؑ پیغام)

(۲)

حسین اپنے ششماہے کو گود میں لئے ہوئے تھے۔ آپ اس بچے سے نہایت مانوس تھے اور بے حد محبت کرتے تھے۔ آپ نے اپنی محبت بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا ہی تھا کہ ایک زہر آلود تیر آیا اور معصوم کے گلے کو چیر گیا۔ باپ کی گود میں بچے کی خون آلود لاش رہ گئی۔ حسین نے اپنا ہاتھ زخم کے نیچے لگا دیا۔ چلو جب تیز بہتے ہوئے خون سے بھر گیا تو غم زدہ باپ نے اس خون کو آسمان کی طرف پھینک دیا۔

پاگل اور مجنون دشمنوں کی ٹڈی دل فوج اور زبردست رسالے جو محض اپنی کثرتِ تعداد پر مغرور ہو کر بہادر بنے ہوئے تھے ہر طرف سے نڈر مظلومِ کربلا پر امنڈ آئے اور آپ کے ہاتھ پر ایک شقی نے ایسا وار کیا کہ ہاتھ زخم کاری سے نی

الجملہ بیکار ہو کر رہ گیا۔ ایک دوسرا وار آپ کی گردن پر پڑا جس سے آپ گھوڑے سے فرشِ زمین پر آگرے۔ آپ فرشِ زمین پر زخموں سے چور چور پڑے تھے کہ شقیِ ازل نے آپ کے منہ میں نیزہ مارا۔ اس طرح ہر دل عزیز اور مقدس حسین جو خاندانِ علی کے تیسرے امام تھے شہید کر دیئے گئے۔

بے حس و بے رحم فاتحین جو انسانیت کے دعویٰ سے اسی قدر بے بہرہ تھے جس قدر تہذیب و حیا اور اخلاق سے، مظلوم کی لاش پر شیطانی کینہ کے ساتھ خوشیاں منانے لگے اور حضور کے سرِ اقدس کو تن سے جدا کرنے کے بعد آپ کے خون آلود جسد پر جو پہلے ہی تینتیس زخموں سے چور چور ہو رہا تھا، اس قدر گھوڑے دوڑائے کہ اس بہادر کے جسم سے جو کچھ باقی بچا وہ تڑپتے ہوئے لوتھڑوں کا ایک ڈھیر تھا۔

یہ ناقابلِ شناخت گوشت کے ٹکڑوں کا ڈھیر اس شجاع کے جسم کا تھا جس کی تعریف و توصیف کرنے پر شعرائے زمانہ فخر کرتے ہیں اور جس کی بہادری و شجاعت کی مثال شاید ہی دنیا کبھی پیش کر سکے۔ (انجام کراچی)

○

مسٹر پرمیل پیٹر پریگ

امام حسین کی تاریخی حیثیت ہم پر ایک بار اور یہ امر ظاہر کرتی ہے کہ کوئی نہ کوئی خدائی آواز موجود ہے جس کے مطابق ہر ملک کے فرد اور قوم کی رہبری ہوتی رہتی ہے اور اس کا اثر ان پر پڑتا ہے۔

امام حسین نے کامل انسانیت کے نمونہ کو دنیا میں پیش کرنے میں کامل ترین حصہ لیا ہے۔ سب سے بالاتر ان کی اصلاحی کوشش ہے اور وہ جرات ہے جس

سے انہوں نے اس کام کے پورا کرنے میں مصائب کا مقابلہ کیا۔ وہ سمجھتے تھے کہ روحانی درستی و صداقت کو بالاتر رکھنے میں جو قربانی جھیلی جاتی ہے اس کی عظمت سے انسانی زندگی کی قیمت اور بڑھ جاتی ہے۔ اس بات میں خاص معنی ہیں کہ اگرچہ خدا کے یہ سپاہی اپنے مقاصد کے حصول کے واسطے مادی دنیا میں جنگ کرتے ہیں لیکن چونکہ اخلاقی و روحانی دنیا مادی دنیا کی اساس یا بنیاد ہے اور اخلاقی و روحانی دنیا مادی دنیا کی رہبری کر سکتی ہے۔ اس لئے ان عظیم الشان انسانوں کی شکست بھی کچھ دنوں کے بعد مادی دنیا میں فتح کی شکل میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

امام حسین ہمیں حق و صداقت کے لئے جنگ کرنا سکھاتے ہیں اور یہ بھی سکھاتے ہیں کہ انسانوں کو خود غرضی اور ذاتیات کی وجہ سے نہیں بلکہ مظلوموں کے حقوق کی حفاظت اور ان لوگوں کی حفاظت کے لئے لڑنا چاہیئے جو بے انصافی کا شکار ہیں۔

حسین کی سیرت سے ہم کو یہ درس بھی حاصل ہوتا ہے کہ ہمیں صداقت کی حمایت کے واسطے جنگ کرنا چاہیئے، خواہ ایسا کرنے سے ہم کو شکست ہی کیوں نہ ہو، ہم کو قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑے۔ (انسانِ کامل)

○

سر فریڈرک۔ جے۔ گولڈ (مشہور یورپی مصنف)

لوگ نئے نظام کا ذکر کرتے ہیں لیکن صرف وہی نظام باقی رہنے کے قابل ہے جس کی بنیاد روحانیت پر ہو۔ ان اصولوں پر جس کی تعلیم خود حسین نے دی تھی۔ یعنی انفرادی، جماعتی، قومی اور بین الاقوامی زندگی میں رواداری، آزادی،

تحفظ اور انصاف کی تعلیم۔ اس قسم کے نئے نظام میں سلطنت کے غلبہ اور جبرو ظلم کا امکان نہیں رہے گا بلکہ ایک مشترک زندگی ہوگی جو ایک انسانی و قومی اخوت قائم کرے گی۔ درحقیقت امام حسین اس انسانی فہم وذکاوت کا اعلیٰ نمونہ ہیں جو تنفر، جنگ اور ظلم کی تاریک دیواروں میں سے ہوتی ہوئی ریگستانوں اور سمندروں کو عبور کرتی ہوئی امن و امان کا پیغام دیتی ہے۔ امام حسین کی زندگی ہمارے لئے ایک مفید اور نصیحت آموز سبق ہے۔ پیغمبرِ اسلام کا نواسہ اور حضرت علی کا فرزند جنہوں نے قسطنطنیہ میں بحیثیت ایک بہادر سپاہی کے کام سرانجام دیا تھا اور بحیثیت ایک عادل حاکم کے حکومت کی تھی۔ امام حسین نے اپنے عمل سے دکھادیا کہ کس طرح نوجوانوں کو اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں کا احترام اور ان کے اوصافِ حمیدہ اور جذبۂ خدمتِ خلق کو جاری رکھنا چاہئے۔ (حسینؑ دی مارٹر)

○

سرجارج ٹامس

کون ہے جو امام حسین کی حق و صداقت کو بلند کرنے والی اس لڑائی کی تعریف کئے بغیر رہ سکے گا۔ دوسروں کے لئے جینے کا اصول، کمزوروں اور دکھیاروں کی امداد کو اپنا مقصدِ حیات بنانے کی بے نظیر مثال امام حسین کی بے لوث شخصیت سے زیادہ روشن اور کہیں نہیں مل سکتی۔ جنہوں نے اپنی اور اپنے محبوب ترین عزیزوں اور ساتھیوں کی جان کی بازی لگادی لیکن ایک ظالم اور طاقتور بادشاہ کے سامنے سرجھکانے سے انکار کردیا۔

گو حق اور صداقت کی بے بہا خوبیوں کی حفاظت اور دوسروں کی بھلائی کے

لئے امام حسین نے آج سے تیرہ سو سال پہلے اپنی جان دی تھی، لیکن ان کی لافانی روح آج بھی دنیا میں لاتعداد انسانوں میں موجود ہے اور ان کی شہادت کی پاکیزہ یاد ہر سال محرم میں تازہ کی جاتی ہے۔ (حسینؑ ڈے رپورٹ)

○

ڈاکٹر کرسٹوفر ڈی وکٹر (مشن ہسپتال بمبئی)

میں نے حضرت امام حسین کی زندگی اور ان کے کارناموں کا مطالعہ بہت گہری نظر سے کیا ہے۔ میں نے ان میں خداوند یسوع مسیح کی سی محبت پائی ہے۔

اگر حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا گیا تو حضرت امام حسین کا سرزیبِ نیزہ کیا گیا۔ مسیح کو بھی حق اور صداقت کے لئے سولی پر لٹکایا گیا اور حسین نے بھی حق اور سچائی کی مدافعت کے لئے اپنی اور اپنے بچوں کی جان قربان کی۔ اس لئے عیسائی فرقہ حسین سے جتنی بھی محبت کرے کم ہے۔ وہ دنیا میں حق کا بول بالا کرنے کے لئے پیدا ہوئے تھے اور ان کے ہاتھ سے حق کا بول بالا ہوگیا۔ اب جب بھی کسی کی زبان پر حق اور شجاعت، یہ دو نام آئیں گے تو ناممکن ہے کہ حسین کا نام نہ آئے۔ حسین کی قربانی کی عظمت کا یہ ایک زندہ ثبوت ہے۔

کاش دنیا حسین کے پیغام، ان کی تعلیم اور مقصد کو سمجھے اور ان کے نقشِ قدم پر چل کر اپنی اصلاح کرے۔ (بمبئی کرانیکل)

○

ڈاکٹر ایچ ڈبلیو بی مورینو

امام حسین اصولِ صداقت کے سختی سے پابند رہے اور اپنی زندگی کے

آخری لمحات تک مستقل مزاج اور غیر متزلزل رہے۔

انہوں نے ذلت پر موت کو ترجیح دی۔ ایسی روحیں کبھی فنا نہیں ہوتیں اور امام حسین آج بھی رہنمایانِ انسانیت کی فہرست میں بلند مقام کے مالک ہیں۔ وہ تمام مسلمانوں کے لئے روحانی پیغامِ عمل پہنچانے والے ہیں اور دوسرے مذہب کے پیروؤں کے واسطے نمونہ کامل ہیں۔ وہ نڈر تھے اور خدا پرستی کی منزل میں کوئی طاقت ان کو خوف نہیں دلا سکتی تھی۔ وہ اپنے نصب العین کے حاصل کرنے میں سچائی کے ساتھ کوشاں رہے۔ (حسینؑ دی مارٹر)

○

لارڈ ہیڈ لے (لندن)

حضرت امام حسین نے میدانِ کربلا میں انتھک جدوجہد کے ساتھ لوگوں کو احکامِ رسول کی طرف متوجہ کیا اور یہ بتایا کہ حق پر ثابت قدم رہنے کی سعی انسان کا فرضِ اولین ہے۔ اگر حسین میں سچا جذبہ کارفرما نہ ہوتا تو اپنی زندگی کے آخری لمحات میں ان سے رحم و کرم، صبرو استقلال اور ہمت و جواں مردی ہرگز عمل میں آہی نہیں سکتی تھی جو آج صفحہ ہستی پر ثبت ہے۔ اگر وہ دنیادار انسان ہوتے تو بلاشبہ دشمن کے سامنے سرِ تسلیم خم کردیتے۔ مگر جذبِ الٰہی و تعلیماتِ محمدی کا یہ اثر تھا کہ وہ مع تمام رفقاء کے موت کے گھاٹ اتر گئے۔ لیکن فسق و فجور اور غیر اسلامی اصول کی حمایت نہ کرنا تھی، نہ کی۔ جب انسان ان کے کارناموں اور شہادت کا حال تاریخ میں پڑھتا ہے تو اسے حسین کی عظمت اور ان کی سیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ حسین نے اپنے رفقاء میں بھی وہی اپنے والا جذبہ پیدا

کردیا تھا کہ اس کا کہیں بھی پتہ نہیں ملتا کہ ان کے اصحابِ خاص میں سے کسی ایک نے بھی مصائب میں ان کا ساتھ چھوڑا ہو۔

یہ ایک داستانِ غم ہے جس کا خاتمہ روح فرسا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح ایک بلند سیرت کا حامل، ایک بلند و عظیم مقصد کے لئے اپنی جان کی پروا نہیں کرتا، اپنے نفس کو قربان کردیتا ہے مگر اصول کی قربانی کسی طور گوارا نہیں کرتا۔ (حسینؑ دی مارٹر)

○

مسٹر جے۔ آر۔ رابنسن

میری زندگی کا بیشتر حصہ تاریخ کے مطالعے میں گزرا ہے مگر جو کشش اور مظلومیت مجھے تاریخِ اسلام کے اس باب میں نظر آئی جو حسین اور کربلا سے متعلق ہے وہ کہیں نہیں دیکھی۔ مسلمانوں کے پاک نبی کے وصال کے بعد ان کے نواسے نے جو عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا وہ اسلامی تعلیم کی صداقت اور حسین کی عظمت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ حسین نے سینکڑوں مشکلات کے باوجود اپنے اصولوں اور اسلامی نظامِ حکومت کی حفاظت کی۔ ایک جابر طاقت کے سامنے صف آراء ہونے میں ذرہ بھر جھجک محسوس نہیں کی۔ بڑی بہادری، اولوالعزمی اور خندہ پیشانی کے ساتھ مصائب کا مقابلہ کیا اور اپنے جانثاروں کے ساتھ شہید ہوگئے۔

بلاشبہ تاریخِ عالم میں ایسی مثالیں کم یاب ہیں بلکہ نایاب ہیں اور جب ہم اس واقعہ کو اس نقطہ نگاہ سے دیکھتے ہیں تو حسین کی عظمت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ انہوں نے جتنی تکلیفیں اٹھائیں اور جس شدید مصیبت کے عالم میں شہید

ہوئے اس میں ان کا ذاتی مفاد نہ تھا۔ انہوں نے جو کچھ کیا خدا کے لئے کیا۔ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ان سے پہلے اور ان کے بعد اب تک شہیدوں میں کوئی ان کے ہم پلہ نہیں گزرا۔ (اتحاد لاہور)

○

مسٹر ڈبلیو۔ سی۔ ٹیلر

ظالموں ! بتاؤ خوفناک قیامت کے دن تم کیا جواب دو گے جب محمد تم سے سوال کریں گے۔ کہاں ہیں وہ صاحبانِ قرابت جن کی مودت میں نے تم پر فرض کردی تھی؟ جن میں کے ہر فرد کی جان مجھے ہزاروں جانوں سے زیادہ عزیز تھی۔ (یہی نا) کہ بعض کو بھاری بھاری زنجیروں میں جکڑ کر تاریک قید خانوں میں اسیر کیا اور کچھ کربلا کے بے آب و گیاہ صحرا میں زخموں سے چور خاک میں لتھڑے پڑے ہیں۔

جب تختِ عدالت کے روبرو تمہارا رسول سے سامنا ہوگا تو وہ تم سے استفسار کریں گے۔ کیا اس شخص کے احسانات کا طریقہ اظہارِ شکرگزاری یہی ہے جس کا چشمۂ فیض تمہارے لئے نہایت آزادی سے جاری رہا۔ (مسلم ریویو)

○

جسٹس آرنلڈ (بمبئی ہائی کورٹ)

رسولِ اسلام کی نسل میں محض تنہا ایک حسین ہی رہ گئے تھے جو علی اور فاطمہ کے چھوٹے بیٹے تھے، ان میں باپ کی شجاعت اور بہادری کوٹ کوٹ کر بھری تھی، بے حد بہادر اور شریف خیال انسان تھے۔ حسن کی وفات کے گیارہ

برس بعد ۶۸۰ء میں کوفیوں کے بار بار طلب کرنے پر (جنہوں نے اطاعت کے وعدے کئے تھے) آپ ایک مختصر جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اس جماعت میں ان کی بیوی، دو لڑکے، ان کی بہنیں اور رفقاء میں چند سوار تھے۔ آپ جب عرب کے ریگستانوں کو طے کر گئے تو فرات کے کنارے جو کوفہ سے چنداں دور نہیں ہے دشمنوں کے نرغے میں گھر گئے۔

علی اور فاطمہ کا شریف خیال فرزند رسولِ خدا کا پیارا نواسہ شجاعت اور بہادری کے جوہر دکھا کر نامردوں کے دور کے حملوں سے زخمی ہو کر شہید ہوگیا۔ دشمن ان کے نزدیک جانے کی جرات نہیں کرتے تھے کہ مبادا اس شیر کے پنجہ میں گرفتار ہو کر موت کے سپرد کردیئے جائیں۔

حسین کا سر تن سے جدا کرلیا گیا اور کوفہ میں کوچہ بہ کوچہ پھرایا اور مشتہر کیا گیا۔ اس جاں گسل واقعہ نے میرے دل کو انتہا درجہ تہ و بالا کرڈالا ہے۔

(حسینیؑ دنیا)

○

ڈاکٹر ایڈورڈ سیل (مصنف خلافتِ بنی امیہ و بنی عباس)

اس مختصر جماعت کا ہر فرد یکے بعد دیگرے میدانِ کارزار میں شہید کردیا گیا۔ یہاں تک کہ صرف حسین اور آپ کا خوردسال فرزند جو بہت ہی کم سن تھا بقیدِ حیات تھے۔ یہ بچہ کون تھا؟ وہی مظلومِ کربلا کا ششماہا بچہ علی اصغر تھا جس کی ماں کا دودھ خشک ہوچکا تھا۔ سخت گرمی میں اس پر پانی بند تھا۔ کربلا کا ریگستان لو اگل رہا تھا۔ بے زبان معصوم کی زبان مارے تشنگی کے خشک تھی اور ننھا سا کلیجہ کباب ہو رہا تھا۔ ادھر نرغۂ اعداء میں گھرے ہوئے باپ نے اس عالمِ بے کسی

میں "ھل من ناصر ینصرنا" کی آواز بلند کی۔ ادھر ششماہا بچے نے اپنے آپ کو جھولے سے گرا دیا۔ ہاں ! ذرا دیکھنا بھیڑیوں کی ٹڈی دل فوج میں بے چینی پیدا ہوگئی، پتھروں کے دل پسیج گئے، ظالم جلادوں کے جسموں میں رحم و کرم کی لہریں پیدا ہوگئیں اور سب نے یک زبان ہوکر کہا : ہاں ٹھیک تو ہے حسین ٹھیک فرماتے ہیں، اس بچے نے کیا قصور کیا ہے، اسے کیوں نہ پانی دیا جائے۔

ادھر مظلوم نے کہا کہ اگر تم کو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس بہانے سے میں خود پانی مانگ رہا ہوں تو دیکھ لو میں اسے یہاں چھوڑ کر ہٹ جاتا ہوں تم خود آکر اسے پانی پلا دو۔

شمر ملعون کو فوج کی تبدیلی مزاج کا علم ہوگیا۔ اس نے حرملہ کو حکم دیا کہ کلامِ حسینؑ کو قطع کردے۔ حکم سننے کی دیر تھی حرملہ نے تین بھال کا تیر ایسا سر کیا کہ معصوم کے حلقِ نازک کو چیر کر بازوئے حسین میں در آیا اور بچہ باپ کے ہاتھوں پر منقلب ہوگیا۔ (حسینیؑ پیغام)

○

جرمن ڈاکٹر میورمابین (مصنف سیاستِ اسلامیہ)

حسین اپنے زمانے کی سیاست میں اعلیٰ درجہ رکھتے تھے بلکہ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اربابِ دیانت میں سے کسی شخص نے ایسی موثر سیاست اختیار نہیں کی جیسی کہ آنجناب نے اختیار فرمائی۔ آپ میں صفتِ سخاوت اور دیگر محبوب ترین صفات تھیں۔ ان کا مقصد سلطنت اور ریاست حاصل کرنا نہ تھا۔ صاف صاف اپنے ساتھیوں سے فرماتے جاتے تھے کہ جو جاہ و جلال کی حرص و طمع میں

میرے ساتھ جانا چاہتا ہے وہ مجھ سے الگ ہوجائے۔

آپ نے بے کسی اور مظلومیت کو اختیار فرمایا۔ حسین نے اپنی زندگی کے آخری وقت میں اپنے طفلِ شیرخوار کے باب میں وہ کام کیا کہ زمانے کے فلاسفروں کو متحیر کردیا۔

حسین کے واقعہ نے تمام وقائع پر برتری حاصل کرلی ہے۔ حسین کا واقعہ عالمانہ، حکیمانہ اور سیاسی حیثیت کا تھا، جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ (حسینیؑ دنیا)

○

مسٹر اوسیورن (مصنف اسلام اینڈ دی عربز)

۶۰ھ میں مدبر معاویہ نے انتقال کیا اور اس کا لڑکا یزید تخت نشین ہوا۔ اپنی تخت نشینی سے قبل ہی یزید نے مومنین کو بدنام کر رکھا تھا۔ وہ اعلانیہ شراب نوشی کرتا تھا۔ شکاری کتوں، باز اور دیگر نجس جانوروں کا بے حد شائق تھا۔ اس رند مشرب اور ظالم کی تخت نشینی میں بہت سی ایسی رسمیں جاری ہوگئیں جو کوفہ کے اربابِ دیانت کے لئے ناقابلِ برداشت تھیں۔ اہلِ دمشق اپنے اس پیشوا کے اتباع میں سڑکوں پر اعلانیہ شراب پیتے تھے اور مثل اس کے سبھی اپنے وقت کو محبوبانِ شیریں ادا کی محبت میں صرف کرتے تھے۔

کیا یہ مذہب کی صریح توہین نہ تھی؟ یہ سلطنت اور خلیفہ وقت سے تصادم کا موقع نہ تھا ؟ حسین کی پاک روح کو ضرور صداقت کے جذبات سے متاثر ہونا چاہئے تھا جب کہ آپ نے دیکھا کہ ظلم کے ایک خوفناک دیوتا نے گستاخی کے ساتھ مذہبی جامہ کو زیبِ تن کیا ہے۔ (حسینیؑ پیغام)

○

فادر پلامش۔ ایس۔ جے (پی۔ ایچ۔ ڈی' ڈی۔ سی۔ بمبئی)

بلند مرتبہ انسانوں کے بلند مرتبہ کارنامے ہمیں ارفع و اعلیٰ زندگی بسر کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بزرگ کی یاد منانا خود ہمارے لئے سود مند ہے۔ وہ مثالیں جو شہداء نے اپنی حیات میں اپنا سب کچھ قربان کر کے پیش فرمائی ہیں۔ ہمارے لئے ایسا نمونہ ہیں جن کو پیشِ نظر رکھ کر ہم دنیا میں قوموں کو بہتر اور قابلِ فخر زندگی گزارنے کی تلقین کر سکتے ہیں۔

امام حسین کی قربانی یقیناً تاریخ کا ایک عظیم الشان واقعہ ہے جس نے صداقت کو کذب پر فتح حاصل کرنے میں مدد پہنچائی۔ (حسینیؑ پیغام)

○

کیپٹن ایل۔ ایچ نبلٹ۔ جے۔ پی (ڈپٹی کلکٹر)

حسین نے جامِ شہادت پی کر اسلام کو صفحۂ ہستی سے محو ہونے سے بچالیا۔

محرم کی اہمیت سمجھنے کے لئے واقعاتِ ماسبق پر نظر ڈالنا ضروری ہے۔

صدیاں گزر گئیں کہ سردارِ کفار کے پوتے یزید پلید نے امام حسین سے طلب بیعت کی۔ آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ میں خدائے بزرگ و برتر کے سوا کسی کے سامنے سر نہیں جھکا سکتا۔ اس دوران میں یزید کی زیادتیوں سے عاجز آکر اہلِ کوفہ نے امام حسین کو بلوا بھیجا کہ وہاں آکر اس کے مظالم سے گلو خلاصی کرائیں۔ آپ نے منظور فرمایا اور معہ انصار و رفقاء روانہ ہو گئے۔

جب آپ کربلا کے میدان میں پہنچے تو ایک فوجِ کثیر نے آپ کو بڑھنے سے

روکا۔ اس فوج کا سردار شمر تھا اور فوج میں ۳۳ ہزار آدمی تھے۔ یکم سے ہفتم محرم تک آپ برابر افواجِ اعداء کو سمجھاتے رہے کہ ظلم و ستم اور ناحق کشت و خون سے باز آئیں لیکن انہوں نے ایک نہ سنی۔ ان پر آپ کے دلائل کا کچھ اثر نہ ہوا۔ جب آپ ہر طرح اتمامِ حجت فرما چکے اور آپ کو یقینِ کامل ہو گیا کہ لڑائی ہونا لازمی ہے اور ایک فوجِ کثیر کے مقابلے میں آپ کو فتح نہیں ہو سکتی اور آپ معہ انصار و اعزہ کے شہید ہو جائیں گے۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ یزید کا حکم جاری ہو چکا تھا کہ سرِ حسین اس کے سامنے حاضر کیا جائے آپ نے چودہ گھنٹے کی مہلت مانگی جو کہ مل گئی۔

شبِ عاشور آپ نے تمام انصار و رفقاء کو جمع کیا اور نہایت ہی پُر درد لہجے میں ایک طولانی تقریر فرمائی جس میں بعد از پند و نصائح آپ نے فرمایا کہ کل سخت سے سخت مصیبت کا سامنا ہے۔ میں تم سب کو متنبہ کر دیتا ہوں۔ بعد ختمِ تقریر آپ نے وہ کام کیا جس کی مثال صفحۂ عالم میں ملنا ناممکن ہے اور جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو انسانی کمزوریوں کا کس قدر احساس تھا اور کس درجہ آپ سخی اور رقیق القلب تھے۔ جذبۂ ایثار آپ میں کس حد تک موجود تھا۔ آپ نے فرمایا کہ خیموں کے تمام چراغ گل کر دیئے جائیں اور جس کا جہاں جی چاہے وہ اس دروازے سے چلا جائے۔ میں نے اپنی بیعت تم سے اٹھالی ہے۔

دوسرے دن جب سپیدۂ سحر آسمان پر ہویدا ہوا تو سب کے سب ۷۲ جان نثار جامِ شہادت پینے پر کمر بستہ نظر آئے۔

آپ کی قلیل فوج کا ذکر ہی کیا۔ ایک ایک کر کے آپ کے تمام انصار میدانِ جنگ میں کام آئے۔ تمازتِ آفتاب تیز تر ہو رہی تھی' پیاس کا غلبہ زیادہ

ہو رہا تھا۔ لیکن خیموں میں پانی کا ایک قطرہ بھی میسر نہ تھا۔ آپ کے شیر خوار بچے نے سوکھی زبان دکھا کر طلبِ آب کی۔ اس کو ہاتھوں پر لئے ہوئے آپ میدانِ جنگ میں آئے اور اشقیاء سے پانی طلب کیا مگر جواب میں ایک تیر حلقِ اصغر کو چھیدتا ہوا گزر گیا اور وہ بچہ تڑپ کر امام کے ہاتھوں میں راہیٔ ملکِ بقا ہوا۔ آپ قلبِ لشکر میں آئے بہت سے اشقیاء کو فنا فی النار کیا۔ سینکڑوں لاشے میدان میں پڑے ہوئے اور سینکڑوں زخمی ایڑیاں رگڑ رہے تھے، خود امامِ مظلوم زخموں سے چور چور تھے۔ آخر کار نرغۂ اعداء میں گر گئے۔ زخموں کی کثرت سے گھوڑے پر سے گر کر فرشِ زمیں پر آگئے اور جامِ شہادت نوش فرمایا۔

آپ کی شہادت کے بعد آپ کے حرم قیدی کر لئے گئے۔ خیموں میں آگ لگا دی گئی اور طرح طرح کی مصیبتیں اٹھانا پڑیں۔ اس شہادتِ عظمیٰ کی یاد ہر سال ماہِ محرم میں منائی جاتی ہے۔ (سرفراز لکھنؤ)

○

مسٹر جے۔ اے۔ سیمسن (اسپیشل مجسٹریٹ آگرہ، آنریری سیکریٹری انڈین کرسچن ایسوسی ایشن)

آج تیرہ سو سال بعد بھی ہم قربانیٔ حسین کو اتنا ہی موثر پاتے ہیں جتنا کہ کسی زبردست جنگ کے خاتمے پر میدانِ کارزار میں خونِ شہداء کی سرخی انسانی دلوں کو لرزا دیتی ہے۔ تاریخِ اسلام کی یہ جنگ تمام جنگوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ جنگِ نینوا بظاہر آلِ رسول کی شہادت پر ختم ہوئی۔ انسانی خون کے قیمتی جو ہر پانی سے

زیادہ ارزاں ہوئے۔ صغیر و کبیر، طفلِ شیر خوار اور پردہ نشیں مستورات تین یوم تک بھوک، پیاس اور صحرائی تکالیف کا شکار رہیں۔ بے رحمی، درندگی اور سفاکی کی تمام حدیں، ظلم و ستم کی تمام رسمیں میدانِ کربلا میں تمام ہوئیں۔ امامِ عالی مقام صبرِ ایوب کو بھی شرمسار کر دینے والے صبر کے ساتھ سینہ سپر ہو کر ان تمام مظالم کا مقابلہ کرتے رہے۔ لیکن جب باطل سر چڑھنے لگا، انسانیت کی جگہ درندگی نے لے لی اور سب سے بڑھ کر اسلام کے ہرے بھرے باغ میں فسق و فجور کی آندھیاں چلنے لگیں تو حسین نے محسوس کیا کہ اب اس باغ کو سینچنے کی ضرورت ہے۔ دینِ مصطفوی کی تکمیل ایک زبردست قربانی کی محتاج ہے۔ جرات و بہادری، صبر و رضا، استقلال اور ہمتِ مردانہ لے کر حسین میدانِ کارزار میں آئے، اپنی مٹھی بھر جماعت کے ساتھ ہزاروں کی فوج کے سامنے ڈٹ گئے اور انسانوں کے روپ میں چھپے ہوئے درندوں کو بتا دیا کہ حق اور انصاف کو کبھی شکست نہیں ہوتی، مرد ذلت کی زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہے اور آزادی کو جان سے پیارا رکھتا ہے اور سب سے بہادر وہ ہے جو خود ہنستا ہوا مر کر اپنی قوم اور جماعت کو تباہی سے بچا لے جو حق و راستی کی راہ میں اپنے خون کی قیمت نہ سمجھے، اپنے ضمیر اور اپنی آزادی کو دنیا کی کسی قیمت پر نہ بیچے۔

واقعۂ کربلا آج بھی دنیا کے ہر انسان کو بلا لحاظ قوم و ملت یہ درس دیتا ہے کہ ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بدرجہا بہتر ہے۔ جو حق و صداقت میں قربان ہوا وہ زندہ و جاوید ہو گیا۔ بقا صرف سچی قربانی کو حاصل ہے۔

حسین کی قربانی قوموں کی بقاء اور جہادِ آزادی کے لئے ایک ایسی مشعل ہے جو ابدالاباد تک روشن رہے گی۔ حسین کی شہادت شکست نہیں بلکہ اسلام

کی نہ مٹنے والی فتح ہے۔ اسلام اس گرانقدر قربانی پر فخر کرتا ہے اور کرتا رہے گا۔ خوش بخت ہے وہ قوم جس میں حسین جیسا جانباز مجاہد پیدا ہوا۔

کردیا خونِ شہادت سے زمیں کو لالہ رنگ
یوں ہی ملتی آئی ہیں اسلام کو آزادیاں

(حسینیؑ پیغام)

○

سوامی کلجگار نند مسافر

حضرت امام حسین کی طرف دنیا کے اس جذب و کشش کا سبب کیا ہے؟ بات یہ ہے کہ کشش دو چیزوں سے پیدا ہوتی ہے۔ ایک حُسن دوسرا احسان۔ حضرت امام حسین میں یہ دونوں باتیں پائی جاتی ہیں۔ حُسن سے مراد یہاں حُسنِ اخلاق ہے جو حُسنِ صورت سے زیادہ جاذب ہے۔ آپ کے اخلاق کا یہ عالم تھا کہ دشمنوں کو بھی آپ میں کوئی برائی دکھائی نہیں دیتی۔

آپ کا احسان ! اس کا کیا پوچھنا۔ حضرت امام حسین غریب نہ تھے مگر ان کا پیشہ غریبوں پر صرف ہوتا تھا۔ وہ خود فاقہ کرتے تھے۔ رانیاں گھر میں چکی پیستی تھیں اور بچے بھوکے سوتے تھے مگر پبلک کے مفاد کا پیسہ وہ اپنے ذاتی مصرف میں نہیں لاتے تھے۔ انہوں نے میدانِ کربلا میں چار سبق دیئے۔

☆ اے لوگو ! تم سب بھائی بھائی ہو۔

☆ اونچ نیچ کی کوئی تفریق نہیں، ان تفریقوں کو مٹادو۔

☆ سچائی کے راستے پر مرتے دم تک قائم رہو۔

☆ ظالم کے ظلم کا مقابلہ کرو یہاں تک کہ اس کے تخت کو الٹ دو۔

دنیا اگر آپ کی ان تعلیمات پر عمل کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ تمام جھگڑے بکھیڑے ختم نہ ہوجائیں۔

تمام مصیبتیں اس لئے ہیں کہ ایک دوسرے کو پست اور حقیر سمجھا جاتا ہے، چھوت چھات کا خیال چھایا ہوا ہے۔ (حسینؑ ڈے رپورٹ)

○

گبن

امام حسین نے اپنے اصحاب پر زور دیا کہ وہ (میدانِ کربلا سے) فوراً ہٹ کر اپنی (جانوں کی) حفاظت کریں۔ لیکن تمام (اعزاء اور اصحاب) نے اپنے پیارے اور جان سے زیادہ عزیز امام کو تنہا چھوڑنے سے انکار کردیا۔ امام حسین نے دعا کرکے اور جنت کا یقین دلا کر ان کی ہمت افزائی کی۔ روزِ عاشور کی ہولناک صبح کو امام حسین گھوڑے پر سوار ہوئے۔ آپ کے ایک ہاتھ میں تلوار اور ایک ہاتھ میں قرآنِ مجید تھا۔ آپ کے ساتھ شہداء کا بہادر اور سخی گروہ صرف بتیس سوار اور چالیس پیادوں پر مشتمل تھا۔

(ڈکلائن اینڈ فال آف رومن امپائر۔ ص ۲۸۷)

یہی مصنف ایک دوسرے مقام پر لکھتا ہے:

حضرت امام حسین کا پُردرد واقعہ ایک دور دراز ملک میں رونما ہوا، یہ واقعہ بے رحم اور سنگدل افراد کو بھی متاثر کردیتا ہے۔ اگرچہ کوئی کتنا ہی بے رحم ہو مگر امام حسین کا نام سنتے ہی اس کے دل میں ایک جوش اور ہمدردی پیدا ہوجائے گی۔

○

شیلڈر (ایک مشہور مغربی مفکر)

امام حسین اپنی چھوٹی سی جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آپ کا مقصد شان و شوکت اور طاقت و دولت حاصل کرنا نہ تھا۔ آپ ایک بلند اور عدیم المثال قربانی پیش کرنا چاہتے تھے۔ آپ کے بہادر گروہ کا ہر فرد، مرد ہو یا عورت (ہر ایک) جانتا تھا کہ دشمنوں سے مقابلہ کرنا (دشمن کی تعداد کی کثرت کی وجہ سے) بہت دشوار ہے اور یہ کہ وہ صرف ان سے لڑنے ہی کے لئے نہیں بلکہ ان کو شہید کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ باوجودیکہ (حسینؑ اور اصحابِ حسینؑ کے) بچوں پر پانی تک بند کردیا گیا۔ لیکن وہ دہکتے ہوئے آفتاب کے نیچے، تپتے ہوئے ریگستان پر عزم و استقلال کا پہاڑ بنے ہوئے قائم رہے۔ ان میں سے کوئی ایک لمحہ کے لئے بھی نہ گھبرایا بلکہ نہایت بہادری سے سخت اور شدید مصیبتوں کا بغیر کسی ہچکچاہٹ کے مقابلہ کرتا رہا۔

○

ڈاکٹر کرسٹوفر

کاش دنیا امام حسینؑ کے پیغام، ان کی تعلیم اور مقصد کو سمجھے اور ان کے نقشِ قدم پر چل کر اپنی اصلاح کرے۔

○

کے۔ سی۔ جان (امریکی مورخ)

امام حسین کو قدرت نے اتنا بے پناہ صبر عطا کردیا تھا کہ ان کے استقلال کی مثال کسی دوسرے انسان میں نہیں مل سکتی۔ آپ کا عزم و ارادہ پہاڑ کی طرح مضبوط تھا اور آپ جو کچھ کہتے تھے وہ کرکے دکھاتے تھے اور جو کچھ کرتے تھے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچا دیتے تھے۔ آپ کی پامردی اور بہادری رہتی دنیا تک تاریخ میں سنہری حروف سے تحریر ہوں گے مگر آپ کی تکالیف و مشکلات، مصائب و آلام خون سے لکھے جائیں گے۔

○

کے ایل۔ رلیارام (ہندوستانی عیسائی رہنما)

اس شخص کی زندگی کے بارے میں، میں کیا کہوں جو روئے زمین پر حق و صداقت کا علم بلند کرنے والا پہلا فرد ہے۔ امام حسین کی شہادت کا واقعہ کسی ایک قوم سے متعلق نہیں ہے۔ امام اپنی بلند سیرت کا اظہار فرما کر آنے والی قوموں کے سامنے ثبات و استقلال، صبر و سکون اور حق پسندی کا ایک کامل نمونہ رکھ گئے ہیں تاکہ (آنے والے لوگ) ان کی قربانی کو سامنے رکھ کر ظالموں اور جفاکاروں کے سامنے سرِ تسلیم خم نہ کریں۔ کربلا کے میدان میں امام حسین کی سیرت کے وہ وہ جوہر کھلے ہیں جن پر غور کرکے انسان انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ اس چودھویں صدی میں جب کہ دنیا انسانیت اور صداقت سے سیکڑوں کوس دور ہٹ گئی ہے، آپ کی بلند سیرت قوموں کے لئے مشعلِ ہدایت کا کام

دے سکتی ہے۔ امام نے چونکہ حق و صداقت کے ایک آفاقی اصول کے لئے جان دی اس لئے ہر قوم و مذہب کے لوگ آپ کی مظلومیت اور فداکاری پر آنسو بہاتے ہیں۔ دنیا سے سینکڑوں سلطنتیں مٹ گئیں' ہزاروں بڑے بڑے انسان پیوندِ زمین ہوگئے کہ آج کوئی ان کا نام بھی نہیں لیتا۔ لیکن امام نے اپنی قربانی سے تاریخ پر ایسا نقش چھوڑا جو اپنی پائیداری سے جریدۂ عالم پر ہمیشہ کے لئے ثبت ہوگیا ہے۔ دنیا بدل جائے گی' عالمِ ظاہر کے آب و رنگ میں تغیر آجائے گا لیکن ظالم اور مظلوم باقی رہیں گے اور جہاں بھی حق و صداقت جبر اور ظلم سے بر سرِ پیکار ہوگی وہاں حسین اور یزید کو یاد کیا جائے گا۔ ہر دور میں یزید پیدا ہوتے رہیں گے لیکن حسین جیسا صداقت پسند' بلند سیرت انسان اب پیدا نہ ہوگا۔ امام حسین کے اصول کی ہمہ گیری ایک ایسا واقعہ ہے جس پر تمام قوموں کے اتحاد کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔

(ملتان میں ایک جلسہ کے خطاب کا اقتباس)

○

ڈبلیو۔ ڈچ۔ برن (صدر انڈین انسٹیٹیوٹ آف آرکیٹیکٹس)

ان لوگوں کے ساتھ شمولیت میرے لئے باعثِ فخر و انبساط ہے جو حسین ڈے کی صورت میں دنیا کے عظیم ترین ہیرو اور صداقت کے علمبردار شہید کی تیرہ سو سالہ یاد منا رہے ہیں۔ دنیا رفتہ رفتہ ان اقدار کا عرفان حاصل کرے گی جو بے لوث قربانی اور سچائی کے اصولوں کو بلند رکھتے ہوئے حضرت امام حسین کے جان دینے میں مضمر ہیں۔۔۔۔ وقت کے ساتھ دنیا والوں کو امام حسین کی معرفت کا شعور حاصل ہوتا رہے گا اور انسانیت کی بقاء کے لئے ان کی قربانی کی

اہمیت روز بروز بڑھتی چلی جائے گی۔

○

ریورینڈ فادر پیلے (پرنسپل زیویئر کالج بمبئی)

عظیم لوگوں کے عظیم کارنامے ہم سب کو اپنی زندگی کو بہتر سے بہتر اور زیادہ بامقصد طریقے سے گزارنے پر مائل کرتے ہیں۔ ان شہیدوں کی سیرت کی مثالیں جنہوں نے سچائی کے راستے میں اپنی جانیں قربان کردیں اس لئے پیش کی جاتی ہیں تاکہ دنیا کے لوگ بہتر اور بامقصد زندگی گزارنے کا طریقہ سیکھ لیں۔۔۔۔ حضرت امام حسین بلاشک وشبہ تاریخِ عالم میں اپنی قربانی کے ذریعہ وہ مقام حاصل کرچکے ہیں جہاں ان کے نقشِ قدم پر چلنے والے باطل کے مقابلے میں حق کی دائمی فتح کی ضمانت بن سکتے ہیں۔

○

جی۔ بی۔ ایڈورڈ

تاریخِ اسلام میں ایک باکمال ہیرو کا نام نظر آتا ہے جس کو حسین کہا جاتا ہے۔ یہ محمد کا نواسہ' علی اور فاطمہ کا بیٹا حسین لاتعداد صفات و اوصاف کا مالک ہے جس کے عظیم و اعلیٰ کردار نے اسلام کو زندہ کیا اور دینِ خدا میں نئی روح ڈالی۔ حق تو یہ ہے کہ اگر اسلام کا یہ بہادر میدانِ کربلا میں اپنی شجاعت کے جوہر نہ دکھاتا اور ایک پلید و لعین حکمران کی اطاعت قبول کرلیتا تو آج محمد کے دین کا نقشہ کچھ اور ہی نظر آتا' نہ تو قرآن ہوتا نہ ایمان' نہ رحم و انصاف نہ کرم و وفا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ انسانیت کا نشان تک دکھائی نہ دیتا۔ ہر جگہ

وحشت و بربریت و درندگی نظر آتی۔ (اقتباس از ہسٹری آف اسلام)

○

ایف۔ سی۔ بنجمن (برطانوی عیسائی مورخ و مصنف)

اسلام کے جانباز ہیرو اور محمدِ عربی کے محبوب نواسے حسین ابنِ علی کے نامِ پاک میں اتنا تقدس ہے کہ ان کا اسمِ مبارک سُن کر مخالفینِ اسلام کے سر ایک دفعہ تو ضرور خم ہو جاتے ہیں اور یہ شہیدِ اعظم حسین کا ایک ایسا اعجاز ہے جس سے کسی کو انکار کی مجال نہیں۔

○

ایس گلبرٹ

پیغمبرِ عربی حضرت محمد کے لاڈلے نواسے اور خلیفہ برحق جناب علی کے صاجزادے حسین کو کربلا کے جنگل میں جس بے دردی سے مارا گیا۔ اس کے عزیزوں، اس کے بیٹوں اور اس کے ساتھیوں کو جس بے رحمی سے ظلم و جفا کی کُند چھری سے ذبح کیا گیا وہ اسلامی تاریخ کا اتنا بڑا سیاہ داغ ہے جو قیامت تک نہیں مٹ سکتا۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے وہ حسین جس کے ناز رسول نے اٹھائے اور جس کو جنت کی بادشاہت سونپی گئی اس کو کافروں اور مشرکوں نے نہیں بلکہ کلمہ گو مسلمانوں نے تہ تیغ کر کے اس کا سر نیزے پر چڑھایا۔ یزیدیوں کے ظلم و ستم کی ایسی مثال تاریخِ عالم میں بہت کم ملے گی۔

○

پروفیسر براؤن (مصنف تاریخِ ادبیات ایران)

حسین کا قتل، مدینہ کی تاراجی اور مکہ کا محاصرہ۔ ان تین تاریخی چیرہ دستیوں میں سے پہلی چیرہ دستی ایسی تھی جس نے تمام دنیا کو لرزہ براندام کر دیا اور کوئی بھی شخص جس کے سینے میں جذبات ہیں اس دردناک کہانی کو سُن کر بے چین ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

○

پروفیسر این وہائٹ (جرمن مورخ)

امام حسین کی شہادت نہ مٹنے والا لافانی کمال ہے اور اتنی تعریف کے لائق ہے کہ خدا کے فرشتے بھی ان کی ستائش نہیں کر سکتے۔ خدا نے اپنے کلام میں جابجا آپ کی مدح کی ہے۔ (پاور آف اسلام)

○

پرسی سائیکس (مصنف تاریخِ پرشیا)

ماہِ محرم ۶۱ھ کی دسویں کو حسین کی مختصر جماعت مرتے دم تک جنگ کرنے پر آمادہ رہی۔ ان کی بہادری کے مقابلے پر کوئی بہادر نظر میں نہیں سماتا۔

○

نطشے (مشہور جرمن فلسفی)

تخلیق کی معراج زہد و تقویٰ کی بزرگی میں ہے پر شجاعت تخلیق کا تاج ہے۔

زہد، تقویٰ اور شجاعت کا سنگم خاکی انسان کے عروج کی انتہا ہے جس کو زوال کبھی نہیں آئے گا۔ اس کسوٹی پر پرکھا جائے تو امامِ عالی مقام نے با مقصد اور عظیم الشان قربانی دے کر ایسی مثال پیش کی جو دنیا کی قوموں کے لئے ہمیشہ ہمنا رہے گی۔

○

والٹر فرنج

کربلا والے حسین کے سوا تاریخ میں ایسی کوئی بھی ہستی نظر نہیں آتی جس نے بنی نوع انسان پر ایسے مافوق الفطرت اثرات چھوڑے ہوں۔ جنگوں میں فتح حاصل کرنے کا طریقہ جو امامِ عالی مقام نے کائنات کے مظلوموں کو سکھایا ہے کہ خدا پر کامل یقین رکھو، حق کی خاطر باطل سے ٹکرانے کے لئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاؤ تو فتح تمہارے ساتھ ہے۔ آنے والے دن تمہارے اس عمل کو زمین سے نکلنے والے کبھی نہ ختم ہونے والے خزانہ کی مانند دیکھتے رہیں گے۔

○

پرنسپل سین

واقعۂ کربلا نے انسانی تاریخ پر نا قابلِ محو آثار چھوڑے ہیں۔ اسلام میں صحت بخش اصلاحات اور پاکیزہ طریقۂ حیات اس سے آئے ہیں اور ائمۂ اہلِ بیت نے ثقافتِ اسلامیہ کو بنانے میں قربانی دی ہے اور اس کے ذریعہ سے مشرق و مغرب کی تہذیب پر طاقتور اثرات ڈالے ہیں۔

○

مارکوٹس (مشہور یورپی مصنف)

وہ امام بن کر آیا۔ وہ اس کی سواری کر رہا تھا جو رسالت زیبِ سر کر کے تشریف لایا اور رسالت یہ کہہ رہی ہے "میں حسین سے ہوں اور حسین مجھ سے ہے"۔ حسین جنت کے سردار ہیں اور جنت میں صرف وہی شخص داخل ہوگا جو حسین کا عاشق اور محب ہوگا۔ بہر کیف عیسائی ہونے کے باوجود ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ جس امامت سے عشق کئے بغیر کوئی مسلمان جنت میں داخل نہیں ہو سکتا وہ اپنے مرتبہ کی فضیلت کے بارے میں کچھ ایسے راز اپنے اندر رکھتی ہے جن کو رسالت ہی خوب سمجھ سکتی ہے۔

○

ڈاکٹر ع۔ مرقس (مشہور مصنف و مورخ)

مسلمانوں کو حسین اور ان کی تعلیمات کی پوری پیروی کرنا چاہئے اور ان کے مشن کو زندہ رکھنا چاہئے۔ حسین کی یادگار جس قدر اہتمام اور کروفر سے منائی جائے کم ہے۔ یہ وہ حسین ہے جس نے دینِ خدا کو ابدی زندگی بخشی۔ یہ وہ حسین ہے جس نے ہر مذہب و ملت پر عظیم احسان کیا۔ یہ وہ حسینؑ ہے جس نے انسانیت کو حیوانیت میں تبدیل ہونے سے بچالیا۔ اس لئے اہلِ اسلام کا فرض ہے کہ بلا امتیاز گروہ و فرقہ حسین کے نام کو ابد تک زندہ رکھیں۔ اور یہ بات کبھی نہ بھولیں کہ جو قوم اپنے پیشوا اور رہنما کے نام اور کام کو زندہ نہیں رکھتی وہ ایک دن دنیا سے مٹ جاتی ہے۔

○

آر۔ جے۔ ولسن (مشہور یورپی دانشور)

میں اسلام کی عظیم ترین شخصیت حسین ابنِ علی کا اسی طرح احترام کرتا ہوں جس طرح مسیح ابنِ مریم کا۔ حسین نے کربلا کے تپتے ہوئے ریگزار میں جس شجاعت و بسالت کا اظہار کیا اس کی نظیر مشاہیر شجاعانِ عالم میں تو درکنار انبیاء و مرسلین کی پاکیزہ زندگیوں میں بھی نہیں ملتی۔ میدانِ نینوا میں انہوں نے خداداد قوت و بہادری کا جو لوہا منوایا ہے اس کی مثال دنیا نے کبھی نہ اس سے پیشتر دیکھی اور نہ کبھی سنی۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حسین میں ایک ایسا جوہر تھا جو خدا تعالیٰ کے سوا کوئی کسی کو عطا نہیں کرسکتا اور آپ کے کردار سے صاف واضح ہوتا ہے کہ آپ کی تخلیق اسی نورِ خداوندی سے ہوئی تھی جس نور سے محمد اور علی کو خلق فرمایا گیا تھا اور اسی لئے محمد رسول اللہ نے آپ کی شان میں فرمایا کہ "حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں"۔

○

یان۔ بے چی۔ ہان

دنیا کے بے شمار مشہور پہلوانوں، طاقتوروں اور بہادروں کی شجاعت و جوانمردی کے قصے اہلِ عالم کی نوکِ زبان پر ہیں۔ لیکن ساتویں صدی عیسوی میں اہلِ عرب میں ایک ایسا بہادر ہیرو بھی گزرا ہے جس کے شجاعانہ کارناموں نے جری سے جری اور دلاور سے دلاور انسانوں کو بھی حیرت سے انگلیاں چبانے پر مجبور کردیا۔ اس جرات مند دلاور بہادر کا نام نامی حسین ابنِ علی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عرب کے اس ہیرو نے گھربار لٹادیا، اپنے بچے اور عزیز و اقارب ذبح

کرواڈالے اور اپنا سر بھی کٹوادیا لیکن نہ تو شیطان کی اطاعت قبول کی اور نہ اپنے دین پر آنچ آنے دی۔

○

وان کروہا

در حقیقت حسین کے قوتِ بازو میں خدا کی طاقت کام کررہی تھی۔ اس لئے کہ وہ خدا کا تھا اور خدا اس کا تھا۔ اس نے کربلا میں جان دے کر اپنے دین ہی کی حفاظت نہیں کی بلکہ انسانیت کی بھی حفاظت کی، خدا کی بے انتہا رحمتیں نازل ہوں اس شجاع انسان پر جس نے انسانیت کے مرتبے کو فرش سے اٹھا کر عرش تک پہنچادیا اور ظلم و ستم کو ہمیشہ کے لئے ختم کردیا۔

○

ایف۔ سی۔ او۔ ڈونیل

اگرچہ یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے مذہب کی حفاظت کے لئے خدائے تعالیٰ کے راستے میں قربان ہوگئے۔ یہ ٹھیک ہے کہ انہوں نے اللہ کے دین کو بچاتے ہوئے سردھڑ کی بازی لگادی اور ایسی فداکاری دکھائی جس کا نمونہ دنیا کی کسی تاریخ میں نہیں ملتا۔ اگر آپ مذہب اور انسانیت کو محفوظ رکھنے اور سربلند کرنے کے لئے جان نہ دیتے تو آج نہ تو کہیں دینِ حق کا نشان نظر آتا نہ کہیں انسانیت کا سراغ ملتا۔

○

کرنل ہیری سن

کیا دنیا میں کوئی ایسی ہستی بھی گزری ہے جو حق و صداقت کی حمایت میں اپنے مٹھی بھر ساتھیوں کو لے کر ہزاروں باطل پرستوں کے مقابلے میں نکل کھڑی ہوئی ہو اور اس نے اپنے دین کی ناموس بچانے کے لئے ہر چیز قربان کر دی ہو۔ یقیناً دنیا ایسی مثال پیش کرنے سے عاجز و قاصر ہے۔ یہ بزرگ ہستی حسین ابنِ علی کی ہے جس نے اپنا سب کچھ لٹا کر، اپنے بچے کٹوا کر اور اپنا سر دے کر اپنے نانا کا اور اس کے دین کا نام عرش پر اچھالا۔

○

کوشاں فوہو

وہ عظیم ترین انسان ہے، اس کا کردار محیر العقول ہے، اس کی سیرت لاثانی ہے۔ وہ نینوا کا شہید ہے، وہ کربلا کا مظلوم ہے، اس کی داستانِ مظلومیت سُنی نہیں جا سکتی۔ وہ بھوکا پیاسا مارا گیا، اس نے دنیا والوں کو دکھایا کہ تسلیم و رضا اس کا نام ہے، ایثار و قربانی اسے کہتے ہیں۔ تمام عالمِ کون و مکان کا یہ امام اپنے اندر بے پناہ خدائی قوت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج حسین ابنِ علی کا نام ساری دنیا کے لوگ ادب و احترام سے لیتے ہیں اور اس کا اسمِ گرامی سن کر تعظیم سے سر جھکا دیتے ہیں۔

ہندو دربارِ حسینیؑ میں

پنڈت جواہر لال نہرو

تاریخ کا ایک سبق آموز واقعہ وہ عظیم اور جاودانی اثر ہے جو کربلا کے غم انگیز سانحے سے دنیائے اسلام پر مرتب ہوا۔ تعجب خیز امر یہ ہے کہ ان طویل صدیوں میں کروڑوں نفوس پر یہ عظیم الشان اثر جاری رہا اور لاتعداد افراد کی ہمدردیاں حاصل کرتا رہا۔ لیکن پھر بھی یہ امر تعجب خیز نہیں ہے، اس لئے کہ کسی خاص مقصد کے لئے قربانی نوعِ انسان پر ہمیشہ اثر انداز ہوتی رہی ہے۔

قربانی جس قدر پُرخلوص اور اس کا مقصد جتنا اعلیٰ ہوگا اتنی ہی اس کی صدائے بازگشت زمانے کے گنبد میں گونجتی چلی جائے گی اور مَردوں، عورتوں کی زندگیوں پر اس کا اثر ہوتا رہے گا۔

یہ لازمی امر ہے کہ ایک غم انگیز واقعہ ہمارے جذباتِ غم کو ابھارے تاہم اس جذبۂ غم میں ایک جذبۂ کامرانی بھی نمودار ہے۔ یعنی انتہائی مخالف ماحول میں انسانی قوتِ ارادی کی فتح اور یوں شکست و غم سے فتح مندی اور مسرت پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے یہ بہت اچھا ہے کہ ہم اسے یاد رکھیں اور اس سے ہدایت و

سبق حاصل کرتے رہیں۔(سرفراز لکھنؤ)

○

مہاتما گاندھی

(۱)

میں نے کربلا کی المناک داستان اس وقت پڑھی جب کہ میں نوجوان ہی تھا۔اس نے مجھے دم بخود اور مسحور کردیا۔(پیامِ اسلام)

(۲)

میں اہلِ ہند کے سامنے کوئی نئی بات پیش نہیں کرتا۔میں نے کربلا کے ہیرو گی زندگی کا بخوبی مطالعہ کیا ہے اور اس سے مجھے یقین ہوگیا ہے کہ ہندوستان کی اگر نجات ہوسکتی ہے تو ہم کو حسینی اصول پر عمل کرنا چاہئے۔(حسینیؑ دنیا)

(۳)

بحیثیت شہید کے امام حسین کی مقدس قربانی میرے دل میں ثناء و صفت کا لازوال جذبہ پیدا کرتی ہے۔کیونکہ انہوں نے تشنگی کی اذیت اور موت کو اپنے لئے، اپنے بچوں اور تمام خاندان کے لئے گوارا کرلیا لیکن ظالمانہ قوتوں کے سامنے سر نہیں جھکایا۔میرا عقیدہ یہ ہے کہ اسلام کی ترقی اس کے ماننے والوں کی تلواروں کی رہینِ منت نہیں ہے بلکہ اس کے اپنے اولیائے کرام کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔(رضا کار لاہور)

○

ڈاکٹر راجندر پرشاد

کربلا کا واقعۂ شہادت انسانی تاریخ کا وہ واقعہ ہے جسے کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا اور جو دنیا کے کروڑوں مردوں اور عورتوں کی زندگی پر اثر ڈالتا ہے اور ڈالتا رہے گا۔ہندوستان میں اس واقعہ کی یاد بڑی سنجیدگی سے منائی جاتی ہے جس میں نہ صرف مسلمان حصہ لیتے ہیں بلکہ غیر مسلم افراد بھی مساویانہ دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔ان شہداء کی زندگیاں ایسے زمانے میں جب کہ ہم اس ملک میں جنگِ آزادی میں مصروف ہیں اور قوم و وطن کی خاطر قربانیاں پیش کرتے ہیں ہمارے لئے منارۂ روشنی کی حیثیت رکھتی ہیں۔(شیعہ لاہور)

○

سر رادھا کرشنن

امام حسین نے اپنی قربانیوں اور ایثار سے دنیا پر ثابت کردیا ہے کہ دنیا میں حق و صداقت کو زندہ اور پائندہ رکھنے کے لئے ہتھیاروں اور فوجوں کی بجائے جانوں کی قربانی پیش کرکے کامیابی حاصل ہوسکتی ہے۔انہوں نے دنیا کے سامنے ایک بے مثال نظیر پیش کی ہے۔

آج ہم اس بہادر فدائی اور انسانیت کو زندہ رکھنے والے عظیم الشان انسان کی یاد مناتے ہوئے اپنے دلوں میں فخر و مباہات کا جذبہ محسوس کرتے ہیں۔

امام حسین نے ہمیں بتادیا کہ حق و صداقت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کیا

جاسکتا ہے۔(پیامِ اسلام)

○

مسٹر گوکھلے (سابق صدر انڈین نیشنل کانگریس)

اگر حسین اپنی شہادت سے اسلام کے اصول کو از سرِ نو زندہ نہ کرتے تو اسلام مٹ جاتا اور اگر اسلام کا وجود ہوتا بھی تو بے اصول مذہب کی حیثیت سے، جس کے اندر بڑی آزادی سے وہ تمام برائیاں پھیل جاتیں جن کا رواج یزید اور اس زمانے کے مسلمانوں کی روزمرہ زندگی میں ہوگیا تھا۔(حسینیؑ دنیا)

○

پنڈت گوبند بلبھ پنتھ (سابق وزیرِ داخلہ ہندوستان)

امام حسین کی ذات اس ظلمت اور تاریکی میں ایک منارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کی شہادت انسانیت کو درسِ بصیرت دیتی رہے گی اور اس کو وحشیانہ قوت اور بہیمیت کے مقابلے میں ثباتِ قدم عطا فرمائے گی۔

جب بھی انسان کے لئے ان لافانی خوبیوں کے تحفظ کا موقع آئے گا جو انسانی تمدن کا جزوِ لاینفک ہیں۔ اس وقت یہی شہادت اسے ٹڈی دل دشواریوں کا مقابلہ کرنے کی تاب و طاقت دے گی۔(پیامِ اسلام)

○

بابو پرشوتم داس ٹنڈن (سابق اسپیکر یو۔پی اسمبلی)

شہادتِ حسین میرے لئے ہمیشہ ایک الیہ کشش رکھتی ہے۔ اس زمانے میں بھی جب کہ میں کمسن بچہ تھا میں اس عظیم واقعے کی یاد منانے کی اہمیت کو

سمجھتا تھا۔ اتنی بلند قربانی نے جیسے کہ امام حسین نے پیش کی ہے انسانیت کو حد درجہ بلند کردیا ہے۔ ان کی یاد منانے اور قائم رکھنے کے قابل ہے۔

(حسینؑ ڈے رپورٹ لکھنؤ)

○

بی۔جی کھیرو (سابق وزیرِ اعلیٰ صوبۂ بمبئی)

امام حسین نے ہمیں جو سبق سکھایا ہے وہ ہماری زندگی کے لئے چراغِ راہ ہے۔

یہ تو آسان ہے کہ حق اور سچائی کے لئے اپنی جان دے دی جائے مگر یہ مشکل ہے کہ ہزاروں دشمنوں کے مقابلے میں چند گنے چنے ساتھیوں اور رشتہ داروں کو لے کر ان کا مقابلہ کیا جائے اور یکے بعد دیگرے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو قتل ہوتا ہوا دیکھا جائے۔

جو سبق حسین نے تیرہ سو سال پہلے سکھایا تھا وہ سبق آج تک ہم سیکھنے کی کوشش کررہے ہیں۔ ہندوؤں کا کوئی بڑا پنڈت یا عالم اس وقت تک حقیقی معنوں میں عالم یا پنڈت نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ حسین کے اس پیغام اور اصول کو اچھی طرح نہ جانے۔

امام حسین صرف مسلمانوں ہی کے نہیں بلکہ ہندوؤں کے بھی ہیں اور ہندو اور مسلمان ان کے نقشِ قدم پر چل کر ظلم و ستم کے خلاف سینہ سپر ہوسکتے ہیں۔(شیعہ لاہور)

○

ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور

حسین نے کیا سکھایا؟

یہ مادی دنیا جس میں ہم رہتے ہیں' اس وقت اپنا توازن کھو دیتی ہے جب اس کا رشتہ محبت کی دنیا سے ختم ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں ہمیں نہایت ارزاں اور فرومایہ چیزوں کی قیمت اپنی روح سے ادا کرنا پڑتی ہے۔ یہ صرف اس وقت ہو سکتا ہے جب مادیت کی مقید کرنے والی دیواریں حیات کی آخری منزل ہونے کی دھمکی دیتی ہیں۔

جب یہ ہوتا ہے تو بڑے بڑے تنازعے' حاسدانہ فتنے اور مظالم اپنے لئے جگہ اور موقع تلاش کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ ہمیں اس خرابی کی دلگداز خبر ملتی ہے اور ہم صداقت کے محدود دائرے کے اندر ہی توازن قائم رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔

اس میں ہمیں ناکامیاں ہوتی ہیں' اس موقع پر صرف وہی ہماری مدد کرتا ہے جو اپنی حیاتِ نفسانی سے یہ ثابت کر دکھلاتا ہے کہ ہم روح بھی رکھتے ہیں۔ وہ روح جس کا مسکن محبت کی بادشاہت میں ہے۔ اور پھر جب ہم روحانی آزادی حاصل کرتے ہیں تو مادی اشیاء کی مصنوعی قوتوں کا زور ہماری نگاہوں میں ختم ہو جاتا ہے۔ (مون لائٹ لکھنؤ)

○

پروفیسر رگھوپتی سہائے (فراق گورکھپوری)

سیدنا امام حسین کی بلند اور پاکیزہ سیرت محسوس کئے جانے کی چیز ہے۔

ایسے الفاظ کا پانا آسان نہیں جو ان کے کردار کی عظمت کے مکمل مظہر ہوں۔

یوں تو ان کی سیرت' روحانیت اور آنسوؤں کی سب سے زیادہ تابناک روشنی کربلا (کرب و بلا) کے اندر چمکتی دکھائی دیتی ہے لیکن جو لوگ حسین کی واقعہ کربلا سے پہلے کی زندگی سے واقف ہیں ان کے لئے اس زندگی کی بے داغ اور استوار پاکیزگی اس کی تشنگی' اس کا خلوص اور وقار' صداقت کی چٹان اور سخت امتحان کے مقابلے کی طاقت۔ یہ باتیں اتنی نمایاں ہیں کہ بلا لحاظ مذہب و ملت ہر فرد خراجِ عقیدت پیش کرتا ہے۔

کیا صرف مسلمان کے پیارے ہیں حسینؑ
چرخِ نوعِ بشر کے تارے ہیں حسینؑ
انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ

مجھ ایسے گناہ گار انسان کے لئے حسین کے اخلاقی کمالات کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ لگانا غالباً اپنی قابلیت سے بڑھ کر جرات آزمائی کے مترادف ہوگا۔
حسین دنیا کے بڑے سے بڑے خدا رسیدہ رشیوں اور شہیدوں کے ہم پلہ ہیں۔
حسین کا نام اور ان کا کام' ان کی زندگی اور موت کے واقعات ان نسلوں کی روحوں کو بیدار کریں گے جو ابھی پیدا نہیں ہوئیں۔ (سرفراز لکھنؤ)

○

پنڈت گوپی ناتھ امن دہلوی

حسین نے جو بات کہی' سیدھی سادی اور سچی کہی' انہوں نے چالبازیوں سے کام نہ لیا۔ آخر حسین اور ان کے ساتھی شہید ہو گئے۔ اب یہ سوال پیدا

ہوتا ہے کہ شکست کس کی ہوئی؟ اسے دو فقروں میں کہا جاسکتا ہے کہ حسین کے جسم کی اور یزید کے ارادوں کی۔ ظاہر بین اسے حسین کی شکست کہیں تو کہیں چشمِ حق بین اسے حسین کی فتح کہے گی۔

حسین ابنِ علی کو سلام جو مدبر اور حق پرست تھا۔

حسین ابنِ علی کو سلام جو دلیر ہو کر منکسر المزاج تھا۔

حسین ابنِ علی کو سلام جس نے اسلام کو داخلی خطروں سے بچالیا۔

حسین ابنِ علی کو سلام جس نے اپنی جان دے کر انسانیت کا پیغام دنیا کو دیا۔

○

پنڈت امرناتھ جی (سابق وائس چانسلر الہ آباد یونیورسٹی)

تاریخِ انسانی کے غم ناک واقعات میں کوئی بھی واقعہ اتنا دلخراش نہ ہوگا جتنا کربلا کے میدان میں جنگِ حسین کا خاتمہ ہے۔ وہ عین سجدہ میں قتل کئے گئے اور شہادت کا درجہ حاصل کر گئے۔ ہمارے نزدیک قدیم سورماؤں کے کارناموں کو نظر میں رکھنا بہت بہتر ہے کہ وہ لوگ کیا تھے اور کیا کر گئے۔

ان کی کامیابیاں روح کی پُراستقلال فتح کا باعث ہیں جن کے لئے انہیں سخت امتحانات کا سامنا کرنا پڑا۔ (مون لائٹ لکھنؤ)

○

مسٹر نرائن گرٹو (وائس چانسلر بنارس یونیورسٹی)

آج کی پریشان دنیا میں ضرورت ہے کہ حضرت حسین کی بے مثال قربانی

اور ایثار کی یاد دھوم دھام سے منائی جایا کرے۔

حسین نے ایک بلند مقصد کے لئے موت قبول کی اور خود کو اسلام کے ایک خدمت گزار رکھوالے کی حیثیت سے تاریخ کے صفحات میں زندہ جاوید کرلیا۔ (حسینؑ ڈے رپورٹ لکھنؤ)

○

ڈاکٹر جواہر لال روہتگی۔ ایم۔ ایل۔ اے

امام حسین ایسے بہادر کسی خاص ملک اور مذہب کے ہیرو نہیں سمجھے جاسکتے۔ میدانِ کربلا میں حسین اور ان کے رفقاء کی قربانیاں اور وہ بلند مقاصد جن کے لئے انہوں نے اپنی جانیں دیں موجودہ زمانے کی مبارز طلب سب قوموں کے لئے آنکھیں کھولنے والے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ ہمارے ملک کا ہر آدمی کربلا کی تاریخ کے ایک ایک ورق کا مطالعہ کرے گا اور حسین کی قربانیوں کی تقلید اپنے ملک کے مفاد کے لئے کرے گا۔ (حسینؑ ڈے رپورٹ لکھنؤ)

○

کنج بہاری لال ایڈووکیٹ (الہ آباد)

بلند مقصد کے لئے جنگ کرنے والے بلند مرتبت حسین کے جذبۂ ایثار و قربانی کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ وہ پاک انسان ان چند نفوس میں سے تھا جو ہر روز دنیا کو نصیب نہیں ہوتے اور جب اس سرزمین پر اترتے ہیں تو اسے آسمان کی طرح بلندی اور عظمت عطا کردیتے ہیں۔ اپنے جائز حق کے لئے لڑنا

اور جان دے دینا یہ امر بھی کچھ کم داد و تحسین کا مستحق نہیں۔ لیکن وہ انسان کتنا عظیم مرتبہ اور قابلِ صد تحسین ہے جس نے اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے، اسلام کے لئے اور اسلام کے مستحکم اور بلند اصولوں کے لئے جنگ کی اور اپنی ہی نہیں بلکہ اپنے اہلِ خاندان تک کی قربانی دے دی۔ وہ دشمن کے مقابلے میں کمزور تھا، اس کی فوج صرف بہتّر نفوس پر مشتمل تھی وہ بھی بھوکے اور پیاسے۔ مگر حسین اور ان کے ساتھیوں نے جس استقلال اور شجاعت سے جنگ لڑی اس نے ثابت کردیا کہ ان کا مقصد کتنا پاکیزہ، جذبہ کتنا نیک اور ارادہ کتنا بلند تھا۔

اے خاکِ کربلا تجھ پر خدا کی ہزار ہزار رحمتیں ہوں کہ تیرے سینے میں خدا کی مقدس امانت دفن ہے۔ تیرے ذرّوں پر معصوم خون کے فوارے گرے ہیں۔ (منشور لکھنؤ)

○

ڈاکٹر ایس۔ کے بینرجی (پی۔ ایم۔ ڈی۔ لندن)

حسین نے خودداری اور اپنے نہ مٹنے والے حق کے سلسلے میں مقاومت کرکے ایک شہید کی موت مرنا اور تکلیف اٹھانا پسند کیا۔ دنیا کی تاریخ کے صفحات میں وہ منظر سب سے زیادہ دردانگیز ہے۔ یہ مقدس ہستی چٹیل اور ویران ریگستان سے روانہ ہوئی اور کربلا میں بہادرانہ مقابلہ کیا۔ جس کے نتیجے میں حسین اور ان کی جماعت کے بہت سے افراد کو جامِ شہادت نوش کرنا پڑا۔ حسین کی روحانی عظمت کا اندازہ روح کو بے چین کرنے والے ان اصولوں سے ہو سکتا ہے جن کا مظاہرہ ان کے ساتھیوں نے کیا، جب نیند، غذا اور پانی سب کے

دروازے ان پر مسدود کردیئے گئے تھے۔ اس وقت انہوں نے یہ خواب بھی نہ دیکھا کہ وہ حسین کو چھوڑ کر چلے جائیں، اس وقت بھی انہوں نے اپنے دشمنوں کے خلاف کوئی کلمۂ بد نہیں کہا بلکہ اپنے قائد کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اس کی دعا حاصل کرنے کے متمنی ہو کر اپنی جانیں دے دیں۔

حسین کی تعلیمات، عمل، پیکار اور شہادت نے ان حقائق اور صداقتوں کی تصدیق کردی جن پر ان کے نانا جناب رسالت مآب نے روشنی ڈالی تھی۔

اپنے مقصد پر مضبوطی سے قائم رہنا، دنیا کے مادی مفاد کی پروا نہ کرنا، ان سے قطع تعلق کرلینا اور مصائب میں صبر و استقلال کا سبق میدانِ کربلا میں اس طرح دہرایا گیا جس طرح عرب میں کبھی اس کی تلقین نہیں کی گئی تھی۔ انہوں نے اپنے اور اپنی اولاد کے لئے غیرفانی کامیابی اور لازوال شہرت حاصل کرلی۔

کربلا کے شہداء کی زندگی کے ساتھ حسین کے بلند نصب العین کا خاتمہ نہیں ہوا۔ یہ نصب العین اکثر دہرایا گیا اور دنیا کے ہر گوشے میں آج بھی اس کی یاد تازہ ہے۔ (مسلم ریویو)

○

ڈاکٹر ایس۔ وی پشیم بیکر۔ بنارس
(صدر شعبۂ تاریخ، ہندو یونیورسٹی)

حسین تاریخِ عالم میں شریف ترین سیرت کے حامل ہیں۔ کربلا میں ان کی شہادت ایک ایسا تاریخی واقعہ ہے جس کی اہمیت اور عظمت روز بروز بڑھتی چلی جاتی ہے۔ انسان جن بڑی اور عظیم المرتبت شخصیتوں کی تعریف کرتے اور ان

سے محبت کرتے ہیں حسین ان پاکیزہ ہستیوں میں سے ایک ہیں۔ ان میں شریف خیالی، پاکیزگی، سادگی اور خلوص کی صفات مجتمع تھیں۔ جو لوگ دنیا میں انسانی محبت و عزت اور امن و سکون کے خواہشمند ہیں ان کے لئے یہ صفات ایک مستقل ذریعہء الہام اور حصولِ انسانیت و رواداری ہیں اور رہیں گی۔ یہ تمام اصول امام حسین کی زندگی میں پائے جاتے ہیں اور انہی کے لئے انہوں نے شہادت کی موت اختیار کی۔ (مون لائٹ لکھنؤ)

○

ڈاکٹر رادھا کمار مکرجی

(پروفیسر تاریخ وصدر شعبہء تاریخ لکھنؤ یونیورسٹی)

تاریخ جن عظیم ترین کرداروں سے واقف ہے امام حسین ان میں سے ایک ہیں۔ فانی ہو کر لافانی تک پہنچ جانا، محدود ہو کر لامحدود کو پالینا یہی ان کی زندگی تھی۔ وہ تھے تو ایک فرد مگر انہوں نے اپنی ہستی کو وسعت دے کر پوری کائنات بنا دیا۔ اس طرح وہ انسانیت کی مجسم امید بن گئے۔ ان کی زندگی بتاتی ہے کہ انسان کس طرح دیوتا ہو سکتا ہے۔ امام حسین نہ کسی عہد کے ہیں، نہ کسی ملک کے۔ ارضی حد بندیاں ان کی عظمت کو محدود نہیں کر سکتیں۔ وہ تمام قوموں کے ہیرو ہیں۔

یہ کیوں؟

اس لئے کہ وہ اس بلند ترین معیارِ حق کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے جو تمام نوع انسانی کے دل میں مستقل طور پر گھر کئے ہوئے ہے۔ اسی کے لئے جئے اور

اسی کے لئے مرے۔ ان کے لئے حق یا دین صرف کتابوں میں پڑھ لینے کے لئے نہ تھا، نہ اس لئے تھا کہ صرف فرصت کے لمحوں میں اطمینان کے ساتھ اس پر عمل کیا جائے۔

حق تو اس لئے ہے کہ اسے اپنی زندگی بنا لیا جائے، اسے اپنی روح میں مستقل رکھا جائے۔ حق امام حسین کے خون میں جاری تھا اور ان کی ہستی کا جزو لاینفک تھا۔ حق کو گوشت پوست والی زندہ چیزوں کی طرح مادی طور پر سمجھنا چاہئے۔ یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ زندگی کا ہر لمحہ حق ہے، اس میں دم بھر کے لئے بھی لغزش نہ ہو۔

امام حسین حق کا غیبی شعلہ بن کر چمکے جس میں نور ہی نور تھا، پھیلاؤ اور حرارت بھی۔ ان کی شجاعت کی حرارت نے ان کے دشمنوں کو جلا جلا کر خاک کردیا۔ ان کی بے مثال شخصیت کا ضوفشاں نور آج بھی خیال کی دنیا روشن کئے ہوئے ہے۔

ذیل کی چند ایک تفصیلات سے ظاہر ہوگا کہ امام حسین کیونکر اپنے تمام افکار و اعمال میں ایک انسانِ کامل ٹھہرتے ہیں۔ ان کے والدِ بزرگوار حضرت علی کی شہادت ان کے حصہ میں آئی تھی۔

حضرت علی نے اپنی زندگی اس مقصد کے لئے وقف کردی کہ رسولِ اسلام کے اصولوں کے مطابق کرۂ ارض پر حق و انصاف کی حکومت قائم کردیں، مگر ان کے دشمنوں کی طاقت بہت زیادہ تھی۔

رمضان ۴۱؍ ہجری کو مسجدِ کوفہ میں نماز کی حالت میں قاتل کے ایک وار نے انہیں موت سے ہمکنار کردیا۔ انہوں نے اپنے بیٹوں کو تاکید کی تھی کہ طاغوتی

طاقت کے خلاف حق کی جنگ کو جاری رکھیں۔

تخت جو خالی ہوگیا اس کے لئے اہلِ کوفہ کی متفقہ رائے سے امام حسن کا انتخاب کیا گیا مگر ابھی انہیں اپنی فوجوں کو از سرِ نو ترتیب دینے کا وقت بھی نہ ملا تھا کہ دشمنوں کی فوجیں ان پر چھا گئیں اور انہیں خلافت امیر معاویہ کے سپرد کرکے مدینہ میں خانہ نشین ہونا پڑا۔

معاویہ کے بدکردار بیٹے یزید نے معاویہ کے بعد خلافت کو غصب کرلیا۔ اس شخص کی بداطواری اور مے نوشی پورے اسلام کی نفی تھی۔ اس کے عہد میں حالات تیزی سے خراب ہوتے چلے گئے۔ اب اسلام کی قسمت پر غور کرنے کے لئے امام حسین ہی رہ گئے تھے۔ اس شدید غور و فکر میں انہیں نہ دن کو چین تھا نہ رات کو نیند۔ آخر کار انہوں نے طے کرلیا کہ جو بھی ہو میں غاصب یزید کی سنگین فوجوں کا مقابلہ کرکے حق کی قربان گاہ پر اپنی جان کی قربانی پیش کروں گا۔

عقیدے کی ناقابلِ مقابلہ طاقت نے اکسایا اور وہ اپنے عزیزوں، عورتوں اور بچوں کی چھوٹی سی جماعت کو لے کر مدینہ سے چلے، انہوں نے کربلا کے میدان میں اپنے خیمے نصب کئے اور دشمن نے دریائے فرات سے پانی لینے کے ذرائع مسدود کردیئے۔

انفرادی مقابلے میں بنو فاطمہ کی قوت ناقابلِ شکست تھی کیونکہ اس میں قادرِ مطلق کی دی ہوئی حرارت شامل تھی۔ لیکن دشمن کے تیراندازوں نے ایک محفوظ فاصلے سے ایک ایک کرکے سب کو قتل کرڈالا یہاں تک کہ رسولِ خدا کا نواسہ دین کا تنہا محافظ رہ گیا۔ زخموں سے جاں بلب ہوکر انہوں نے اپنے

آپ کو بمشکل دریا تک پہنچایا کہ ایک بوند پانی سے اپنا حلق تر کرلیں مگر دشمن کے تیراندازوں نے اس کی بھی اجازت نہ دی۔ انہوں نے ان کے بیٹوں اور بھتیجوں کو بھی ان کی آغوش میں قتل کرڈالا۔ تب انہوں نے زندگی کی پروا کئے بغیر یزیدیوں پر حملہ کرکے انہیں ہر طرف سے پیچھے ہٹادیا۔ لیکن زخموں کی کثرت سے امام حسین غش کھاکر زمین پر گرے۔ قاتلوں کا مجمع دوڑ پڑا اور ان کا سر کاٹ لیا۔ ان کی لاش کو پامال کرڈالا اور اس کی تذلیل کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔

اصولوں کی پیروی میں ایسی زبردست قربانی تاریخ میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ امام حسین انسانیت کے ایک بڑے ہیرو ہیں۔ جن کی یاد کو ہر زمانے اور ہر ملک میں منانا چاہئے، وہ اب بھی ایک زندہ طاقت ہیں جس سے مناسب موقعوں پر ہمیں مدد مانگنا چاہئے اور جس کی یاد اس طرح منانی چاہئے جس طرح فطرت اپنے معرکوں کی یاد مناتی ہے۔

غیرفانی عظمت کے اعزاز میں یادگاری تقریبوں کو گردش میں رہنا چاہئے۔ سورج کی طرح، چاند کی طرح، موسموں کی طرح۔ اسی باقاعدگی کے ساتھ۔ اسی تکرار کے ساتھ، یہی طریقہ ہے جس سے فانی انسان اپنے اندر غیرفانی جلوہ دیکھ سکتا ہے۔ (حسینؑ ڈے رپورٹ لکھنؤ)

○

پروفیسر آتمارام۔ ایم۔ اے (ہوشیارپوری)

ایسی فضا میں جب کہ ہندو مسلم کشیدگی اپنے عروج پر ہے۔ ایک غیر مسلم کا ایک مسلمان رہنما کو خراجِ عقیدت پیش کرنا، بظاہر تعجب خیز ہے اور ممکن ہے میرے ہندو بھائی میرے اس فعل کو اچھی نظر سے نہ دیکھیں مگر ان کے پاس اس

کا کیا علاج ہے کہ حسین، جسے میں خراج عقیدت پیش کر رہا ہوں اپنی منفرد شخصیت، اپنی اولوالعزمی، اپنے بلند اور پاکیزہ مقاصد، اپنے کردار اور اپنی ہمت و حوصلہ کی وجہ سے تاریخِ اسلام ہی نہیں تاریخِ عالم میں بے نظیر حیثیت کا مالک ہے۔

دنیا کے بڑے بڑے انسانوں اور خاص طور پر شہدائے عالم کی زندگیوں پر نظر ڈالو اور بتاؤ کہ مقاصد کی پاکیزگی، ارادوں کی بلندی، بے خوفی اور مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کرنے والا کوئی اور شہید نظر آتا ہے؟

جن حالات میں تکالیف کی شدت اور طوالت میں حسین ابنِ علی نے اپنا امتحان دیا اور کامیابی حاصل کی ایسا سند یافتہ کوئی اور ہے؟

پھر اس میں کیا تعجب ہے اگر میں غیر مسلم ہوتے ہوئے ایک مسلم شہید کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کر رہا ہوں جو در حقیقت صرف مسلم شہید ہی نہیں بلکہ شہیدِ انسانیت ہے۔

کاش اس بد قسمت ملک کے ہم باسی ہندو مسلمان کی بجائے انسان کے نقطۂ نگاہ سے غور کرنا سیکھیں۔

کاش ہم محدود مفاد کی بجائے وسیع مفاد کو پیشِ نظر رکھیں تو ہم بلا تفریقِ مذہب و ملت حسین کے سامنے سرِ نیاز جھکا دیں گے۔ اور اس طرح حقیقی معنوں میں اس عظیم الشان انسان کی یاد منائیں گے جو اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ ساری انسانیت کے لئے شہید ہو گیا۔ خدا حسین پر اپنی ہزار ہزار رحمتیں نازل کرے۔ (زمیندار لاہور)

○

پروفیسر بشمبر ناتھ سکسینہ۔ ایم۔ اے (حیدر آباد سندھ)

محمد اور حسین اگر تاریخ اسلام سے ان دو ناموں کو نکال دیجئے تو کچھ باقی ہی نہیں رہتا۔ اول الذکر نے تعلیم اور ثانی الذکر نے عمل کر دکھایا۔ اول الذکر نے آواز دی اور ثانی الذکر نے لبیک کہا۔

اسلام مجموعہ ہے دو الفاظ علم اور عمل کا۔ محمد علم تھے اور حسین عمل، ان دونوں کے مجموعے سے اسلام کی تاریخ بنتی ہے اگر حسین اپنے خون سے محمد کے علم کو عمل نہ بناتے تو بعض معترضین کے نزدیک دین کا عملی پہلو کمزور رہ جاتا۔

کس قدر عظیم اور مقدس تھا وہ انسان جس نے اپنا خون دے کر دین کی تکمیل کر دی اور معترضین کو اعتراض کا موقع نہ دینے کے لئے اپنی جان دینا گوارا کر لیا۔

کاش میرے ہندو بھائی غور کریں اور دیکھیں کہ وہ مذہب کیسے باطل ہو سکتا ہے جس کے پرستاروں میں یہ روح کار فرما ہے کہ اپنی جان دے کر اپنے مذہب کی صداقت ثابت کرتے ہیں اور جس کے معمولی پیرو ہی نہیں بلکہ اس کے اکابر، بانیٔ مذہب کے نواسے اور دوسرے رشتہ دار تک وقت آنے پر قربانی سے دریغ نہیں کرتے۔ حسین اور ان کے ساتھیوں نے جو قربانیاں دیں اور جو ہولناک مصائب انہوں نے سہے وہ تاریخ میں اپنی مثال نہیں رکھتے۔

انہوں نے جس ہمت، استقلال اور بہادری سے حق کی خاطر باطل سے جنگ لڑی، یہ جان لینے کے باوجود کہ انجام کار ہم قتل کر دیئے جائیں گے، وہ اس قابل ہے کہ سارا عالم اس سے سبق سیکھے اور اپنی زندگیوں کو اس سانچے میں ڈھال دے جس میں حسین کی زندگی ڈھلی تھی۔ اگر یوں ہو جائے تو ہر طرف

آشتی کا راج ہو جائے۔ (الامان دہلی)

○

پروفیسر ایس۔ سی۔ سیین

واقعات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کچھ قابلِ حیرت نہیں کہ ایسی شہادت جو حسین کی زندگی کا آخری اور ممتاز ترین کارنامہ تھا عالمِ اسلام میں ہر سال جوش و محبت اور غم و اندوہ کا وہ بڑا زبردست طوفان برپا کردے جس کا عالم گیر مظاہرہ ماہِ محرم میں کیا جاتا ہے۔

مبارک ہے وہ قوم جس کی گود میں ایسا عدیم المثال ہیرو پیدا ہوا اور قابلِ صد فخر ہیں وہ لوگ جو ایسی ذات کی قربانیوں کو زندۂ جاوید بنانے کی پُرخلوص کوشش کریں اور جن اصولوں کی خاطر یہ قربانیاں دی گئیں ان کو نمونۂ حیات تصور کرتے ہوئے اپنی زندگی کو ان کے مطابق چلانے کی بھرپور خواہش رکھتے ہوں۔ (سرفراز لکھنؤ)

○

پروفیسر راج کمار شرما (لدھیانہ)

حسین کی زندگی اور موت دونوں قابلِ رشک اور عالمِ انسانیت کے لئے ایک نمونہ ہیں۔ وہ زندہ رہے تو ایک پاکباز انسان کی حیثیت سے۔ اگر وہ یزید کی بیعت کرکے اسے اپنا خلیفہ تسلیم کرلیتے تو دنیا کی کونسی نعمت تھی جو ان کے قدموں میں نہ ڈال دی جاتی اور وہ کون سا منصب تھا جو یزید انہیں نہ دیتا۔ اس صورت میں وہ دنیوی جاہ و ثروت تو حاصل کرلیتے لیکن نیک نامی کے ساتھ ہمیشہ

کی زندگی سے محروم رہ جاتے۔

انہوں نے یزید کی بیعت نہ کی اور دنیوی جاہ و ثروت اور عارضی امارت و مناصب کو ٹھوکر ماردی، کیونکہ ایسے شخص کی بیعت ان جیسی عظیم المرتبت ہستی کے شایانِ شان نہ تھی۔ وہ اس کے خلاف صف آراء ہوگئے کیونکہ وہ انہیں ایک ایسے کام کے لئے مجبور کررہا تھا جو اسلام کی روح کا خاتمہ کردینے والا تھا۔ انہوں نے اپنی روح کا خاتمہ گوارا کرلیا مگر اپنے مذہب کی روح کا فنا ہونا گوارا نہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ اسلام فنا ہوا اور نہ حسین، حسین بھی زندہ ہے اور اسلام بھی۔ (اتحاد لاہور)

○

پروفیسر بی۔ بی موزمدار۔ ایم۔ اے
(صدر شعبہ تاریخ پٹنہ یونیورسٹی انڈیا)

امام حسین کی اہم زندگی کا اہم سبق یہ ہے کہ باطل کو بہادری کے ساتھ روکنا چاہئے۔ دوسرے لوگ جب کہ خاموشی سے یزید کے مظالم سے اتفاق کررہے تھے اس وقت امام حسین نے اس کے خلاف بہادری کے ساتھ اٹھنے کا ارادہ فرمایا۔ آپ کو اچھی طرح اپنے قوی دشمن کے مقابلے میں اپنی ظاہری طاقت کا علم تھا۔ مگر یہ امر بنی امیہ کی بداعمالی کے خلاف احتجاج میں مانع نہ ہوا۔ آپ کو خطرات کا علم تھا مگر آپ کے لئے ناممکن تھا کہ اپنی زندگی میں دنیاوی آرام کی خاطر باطل سے صلح کرلیتے۔ آپ کو موت اور اذیتوں سے خوف نہ تھا۔ اپنے اور عزیزوں کے سخت مصائب سے آپ کے ارادے متزلزل نہ ہوئے

کیونکہ آپ کو علم تھا کہ ہر چیز فانی ہے بجز "ذاتِ باری" کہ جس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے تمام چیزوں کو پیدا کیا اور جن کو وہ اپنی طاقت سے فنا کردے گا۔

میدانِ کربلا نے اس زندگی کا آغاز دیکھا جو امام حسین کے لئے غیر فانی ہے اور ظلم واستبداد پر حقانیت کی فتح ہے۔ ہر مذہب میں شہداء موجود ہیں مگر سوائے اسلام کے کسی اور مذہب کو امام حسین جیسا شہید میسر نہیں ہوا، جس کی شہادت بنی نوع انسان کے لئے دائمی افادیت رکھتی ہو۔ (حسینؑ دی مارٹر)

○

پروفیسر نپٹا امیکا۔ ایم۔ اے (بنارس یونیورسٹی)

اس نازک موقع پر امام حسین نے جو حضرت علی کے دوسرے بیٹے تھے اسلام کے مقدس پیغام اور روایات کو اپنی بے نظیر شہادت سے بچالیا۔ کربلا میں آپ کی قربانی نے آپ کی زبردست اخلاقی طاقت کا ثبوت دیا اور اسلام کو اصل حالت میں رکھ لیا۔ آپ اسلام اور مقاصدِ اسلام کے لئے کھڑے ہوئے تھے اور مذہب کے اعلیٰ اصولوں میں آپ انصاف، مساوات واخوت، اخلاقی اور روحانی زندگی کے مجسمہ تھے۔

بُرائیوں اور حکام کے بُرے کاموں کے خلاف انقلاب کی روح لوگوں میں پیدا ہوگئی۔ اس کا لازمی نتیجہ مذہب وسیاست میں اصلاح وانقلاب تھا۔ لوگوں کے خیالات اور خدمات پھر ایک مرتبہ اعلیٰ منزل پر پہنچ گئے جس سے ان کی زندگی میں یک گونہ ترقی ہوئی۔ ایک حد تک آپ کی شہادت ان کی نجات اور ان کے زوال کو رفع کرنے کا باعث ہوئی۔ بنی امیہ کے پاس اعلیٰ مقاصد اور پیغام نہ تھا۔ ان کی ظاہری فتوحات ان کی فوجی طاقت اور قاتلانہ طریقوں کا نتیجہ

تھیں۔ وہ عورتوں اور بچوں تک کا لحاظ نہ کرتے تھے۔ فاطمہ کے لال نے اپنی شہادت سے ان بُرائیوں کو دور کیا اور اپنی بے نظیر اور اعلیٰ مثال پیش کرکے اسلام کی سچی تعلیمات کو بچالیا۔ (حسینؑ دنیا)

○

پنڈت ویانس دیو۔ ایم۔ اے، پی۔ ایس۔ سی، ایل۔ ایل۔ بی، پی۔ ایچ۔ ڈی

کچھ سال گزرے میں نے ایک ماتمی جلوس دیکھا تھا۔ یہ منظر میرے لئے بہت ہی دردناک تھا۔ میں نے ارادہ کرلیا کہ میں اس مسئلہ کا پورا مطالعہ کروں گا۔

میں نے قدیم تاریخی واقعہ کو خود پڑھا اور دیگر مذاہب کی کتابوں میں دیکھا۔ میرا خیال ہے کہ اگر ایک صاحبِ دل حسد وتعصب سے دور ہوکر اور مذہبی کینہ کو چھوڑ کر واقعۂ کربلا پر غور کرے تو یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ امام حسین کی ذاتِ گرامی کی مثال کسی دوسرے مذہب وملت میں نہیں مل سکتی۔

صرف چند گھنٹوں میں حسین کی بہتّر قربانیاں (جن میں حسین کے بھائی، بھتیجے، لڑکے اور چند نہایت پُرخلوص دوست شامل تھے) ہمیں یہ سبق سکھاتی ہیں کہ انسان کو اگر کوئی بڑی طاقت جابرانہ اور ناجائز طریقے سے دبانا چاہے تو انسان چاہے کتنا ہی کمزور ہو اس کا مقابلہ کرے اور اپنی عزت اور حقوق کے لئے فنا ہوجائے۔ اپنے اہل وعیال کو قربان کردے مگر ذلّت سے زندہ رہنا گوارا نہ کرے۔

امام حسین جانتے تھے کہ یزیدی فوج کے مقابلے میں ان کی فوجی قوت کچھ

بھی نہیں مگر پھر بھی انہوں نے ارادہ کرلیا تھا کہ وہ ظلم و ستم کی بنیاد کو ہمیشہ کے لئے مفقود کردیں گے۔

حسین کا چھ ماہ کے بچے کی قربانی دینا ظاہر کرتا ہے کہ ان کو مملکت اور جاہ و اقبال کی خواہش نہ تھی بلکہ ان کا مقصد بہت اعلیٰ و ارفع تھا اور یقینی طور پر وہ اپنے مشن میں کامیاب ہوئے۔

میرا خیال ہے کہ اگر دنیا کے تمام مذاہب امام حسین کے پیرو ہوجائیں تو دنیا کے تمام جھگڑے ختم ہوجائیں۔

امام حسین نے یزید سے یہ نہیں کہا کہ میں نے جنگ اس لئے کی ہے کہ اگر مجھے فتح حاصل ہوئی تو میں عرب کا نام حسین آباد رکھوں گا۔ آپ کی جنگ حق اور اسلام کی سربلندی کے لئے اور ظلم و ستم کو مٹادینے کے لئے تھی۔

حسین کا واقعہ بتاتا ہے کہ جب تم جائز مطالبے کے لئے قدم بڑھاؤ گے تو تمہارے بچے اصغر و اکبر کی طرح قتل کئے جائیں گے، تمہاری عورتیں زینب و کلثوم کی طرح بے پردہ دربدر پھرائی جائیں گی اور تمام دنیا تمہارے خلاف ہوجائے گی۔ تمہیں بیڑیاں پہننی پڑیں گی اور جیل میں مدتیں کاٹنی پڑیں گی۔(جدوجہد)

○

پنڈت چندر کا پرشاد جگیاسو

حسین کو جب ہم انسانی نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں تو آپ میں ان تمام صفات کو نمایاں پاتے ہیں جن سے انسان انسانِ کامل بن جاتا ہے۔ حسین کو ہم ہر پہلو سے کامل پاتے ہیں اور یہ کہہ اٹھتے ہیں کہ حسین ایک ایسا انمول ہیرا ہے جسے

جس پہلو سے دیکھو بے عیب و بیش قیمت ہے۔ حسین وہ خوشنما گلاب ہے جس کا ہر جزو اپنی خوبصورتی اور خوشبو سے دل کو کھینچ لیتا ہے۔ حسین ایک ایسا کھرا سونا ہے جسے جتنا پرکھا جائے خوش رنگ نکلتا آئے گا۔ حسین وہ آفتاب ہے جس میں ہر رنگ موجود ہے اور واقعۂ کربلا ایک ایسا واقعہ ہے جس میں باپ، بیٹا، بھائی، بہن، بیوی، شوہر، دوست و اقارب سب کے فرائض کی حدبندی کا عملی نمونہ موجود ہے۔ اس میں دینی و دنیوی زندگی کا کامل نقشہ موجود ہے۔ بلکہ اس میں سیاسی جدوجہد اور سیاسی مشکلات کا بھی نمایاں حل موجود ہے۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو دین و دنیا کا کوئی ایسا سوال نہیں جسے امام حسین نے اپنے کارناموں سے حل نہ کردیا ہو۔ حسین کا کوئی کام ادھورا نہیں، ہر کام مکمل ہے، کیونکہ کامل انسان کا ہر فعل کامل ہوتا ہے۔(شہیدِ انسانیت)

○

دیوان بہادر کے۔ ایم۔ جھویری

(سابق چیف ڈین فیکلٹی آف لاء بمبئی)

ایک عظیم مشن کے لئے خدا کی ایک مختصر فوج باطل کے عساکر سے ٹکرائی اور وقتی طور پر باطل کی فوج کو فتح بھی نصیب ہوئی۔

امام حسین جانتے تھے کہ جنگ کا نتیجہ کیا ہوگا پھر وہ یزید سے کیوں لڑے؟

انہوں نے حق و صداقت کی خاطر جنگ کی۔ اس تمام عہد میں ان کی مثال تاریکی میں نور کی شمع بن کر روشنی پھیلا رہی ہے۔(حسینؑ و دنیا)

○

منشی پریم چند (مشہور افسانہ نگار)

معرکہ کربلا دنیا کی تاریخ میں پہلی آواز ہے اور شاید آخری بھی، جو مظلوموں کی حمایت میں بلند ہوئی اور جس کی صدا آج تک فضائے عالم میں گونج رہی ہے۔

حسین کو خلافت کی محبت کوفے میں نہیں لائی تھی، نہ وہ جنگ کے ارادے سے آئے تھے۔ اگر انہیں یزید سے جنگ کرنی ہوتی تو وہ لاؤ لشکر لے کر آتے۔ حکمرانی اور ملک گیری کی ہوس ان کو نہ تھی۔ نہ یہ ہوس ان کے نفسِ عالی کو ڈانواں ڈول کر سکتی تھی۔ وہ کوفیوں کی دعوت پر محض امرِ حق کی دستگیری کے لئے آئے اور جان بوجھ کر آئے۔ اس معرکہ کا انجام ان سے پوشیدہ نہ تھا۔ وہ خوب جانتے تھے کہ کربلا کی خاک غبار بن کر اڑے گی۔ لیکن وہ عالی ہمت صدائے درد سن کر دل پر قابو نہ رکھ سکتے تھے۔

یہ معرکہ ایثار اور قربانی کی زندۂ جاوید داستان ہے۔ ایک طرف کُل ستّر یا بہتّر ذی روح ہیں جن میں زیادہ تر بوڑھے، ضعیف، حسین کے بچے اور بیمار ہیں۔ دوسری طرف ایک عظیم فوج ہے، ٹڈی دل، سامانِ حرب سے لیس۔ اگر حسین کے ایثار اور قربانی کے لحاظ سے یہ سانحہ بے مثال ہے تو شاید مخالفینِ حسین کے دغا و فریب، بہیمت اور نفسانیت کے اعتبار سے بھی بے نظیر ہے۔

کوفے کے ظالمو ! تم نے ثروت اور جاگیر، مرتبہ اور منصب حاصل کرنے کے لئے اس پاک نفس بزرگ کے ساتھ دغا کی جو صرف تمہاری صدائے درد سن کر تمہاری حمایت کرنے کے لئے سربکف ہو کر آیا تھا۔ نہ وہ سلطنت

رہی، نہ وہ ثروت، نہ وہ مرتبہ اور نہ وہ منصب تمہاری ہڈیاں تک پیوندِ خاک ہو گئیں۔ تمہاری پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ ابھی تک لگا ہوا ہے اور قیامت تک لگا رہے گا۔

تم نے کس کے ساتھ دغا کی؟ حسین کے ساتھ جو تمہارے نبی کے نواسے تھے، مکروہاتِ روزگار سے الگ، خواہشات سے دور۔ تمہاری دغا نے دنیا میں کتنا بڑا انقلاب پیدا کر دیا، کیا تم اسے جانتے ہو؟ (سرفراز لکھنؤ)

○

سوامی شنکر اچاریہ

کم و بیش جملہ مذاہب کے رہبران نے اشاعتِ مذہب میں قربانیاں پیش کی ہیں لیکن جیسا کہ حسین کی قربانیوں میں اثر دیکھا ایسا میں نے کسی قربانی میں نہیں دیکھا اور یہی وہ چیز ہے جس نے اسلام کو باقی رکھ لیا ورنہ آج دنیا میں اسلام کا نام لینے والا کوئی بھی موجود نہ ہوتا۔ (شیعہ لاہور)

○

بابو کالی بدامبرجی نیشاناتھ رائے

ساتویں صدی عیسوی کے آخر میں جب کہ یزید فرمانروائے دمشق کی سرکردگی میں عوام کے ایک گروہ نے اسلامِ مقدس کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا تو متقی و پرہیزگار حسین نے مذہب اور صداقت کی حمایت کے لئے کربلا کے میدان میں شجاعت و بہادری کے ساتھ اپنی جان کی قربانی پیش کر دی۔ مادی طور پر یزید کو فتح حاصل ہوئی لیکن روحانی حیثیت سے اس کی یہ فتح شکست ثابت

ہوئی۔ وہ اسلام کو جو صورت دینا چاہتا تھا اور باطل کی جس بنیاد پر اسلام کو قائم رکھنا چاہتا تھا وہ صورت و بنیاد بہت جلد معدوم ہو گئی۔

حسین کی شہادت کا نتیجہ فتح و کامرانی کی صورت میں نکلا اور اسلام یعنی سچے اور حقیقی اسلام نے از سرِ نو نشوونما حاصل کی۔

فخرِ انسانیت ہستیوں کا یہ مذہبی فریضہ رہا ہے کہ وہ عوام کی دماغی تربیت و تعلیم کا سامان بہم پہنچائیں، وہ اس راہ میں دنیا کے رنج اور مصائب کا کوئی لحاظ نہیں رکھتے۔ کرشن جی نے ایک شکاری کے ہاتھوں جان گنوائی۔ مسیح کی زندگی کا خاتمہ بھی افسوسناک ہوا لیکن مذہب کے متعلق انہوں نے جو شاہراہ دکھائی وہ اب تک انسانوں کو منفعت پہنچا رہی ہے۔

مقدس حسین کی الم انگیز قربانی نے ضلالت کی تاریکی کا خاتمہ کردیا اور نئی روشنی پھیلا دی۔ وہ قربانی آج ہزاروں مسلموں اور غیر مسلموں میں اس جذبے کو محرک کر رہی ہے کہ فرائض ادا کرنے میں جان کے جانے اور موت کے آنے کی پروا نہیں کرنا چاہئے۔ آج جب کہ قومیت کی روح بیدار ہو رہی ہے ہم کو دعا کرنی چاہئے کہ خدا مقدس حسین کی روح کو عظمت و برتری عطا فرمائے۔ (حسینؑ دی مارٹر)

○

اے۔ کے اچاریہ (جرنلسٹ مدراس)

امام حسین کی عظمت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ تقریباً ساڑھے تیرہ سو سال سے ان کی یاد میں کروڑوں انسان آنسو بہا رہے ہیں اور صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ ہر مذہب و ملت کے لوگ انہیں خراجِ عقیدت پیش

کر رہے ہیں۔

بلند نصب العین، شخصی آزادی، اخلاقی اقدار کی حفاظت اور ظلم کے خلاف مستقل مزاجی سے ڈٹ جانا۔ یہ وہ خصوصیات ہیں جن کی موجودگی سے حضرت حسین کو ہمیشہ کی زندگی حاصل ہوئی۔

حسین نے سخت سے سخت مشکلات کا مقابلہ کیا۔ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے جوان اور شیر خوار بچوں کو ذبح ہوتے دیکھا مگر اپنے مؤقف پر چٹان کی طرح ڈٹے رہے اور آخر میں اپنی مصیبت زدہ خواتین اور بیمار بیٹے کو خدا کے سہارے چھوڑ کر خود بھی خون کے سمندر میں تیر کر پار اتر گئے۔

ان مصائب کا تصور کر کے جو امام حسین کو پیش آئے انسانی ہمت جواب دے دیتی ہے۔ آفرین ہے اس عظیم انسان پر جو ان تمام مراحل سے بڑی پامردی اور استقلال سے گزر گیا۔

ایسے عظیم انسان کی یاد میں سرِ عقیدت خم کر دینا ہر انسان کے لئے باعثِ فخر ہے جو دنیا سے ظلم و استبداد، گناہ اور فسق و فجور کا خاتمہ چاہتا ہے۔

کاش آج بھی دنیا کو کوئی حسین میسر آجائے تاکہ ایک بار پھر ظلم و ستم اور فسق و فجور کا خاتمہ ہو جائے۔ (مقامِ حسینؑ)

○

جے۔ آر گوڈے ایڈووکیٹ (بمبئی)

دنیا میں حسین کے علاوہ اور بھی بہت سے انسان شہید ہوئے، حسین پہلے شہید نہ تھے مگر جب ہم ان واقعات پر نظر ڈالتے ہیں جن سے حضرت امام حسین کو گزرنا پڑا اور ان مقاصد پر غور کرتے ہیں جن کے لئے حسین نے اپنی اور

اپنے ساتھیوں کی جانیں قربان کیں تو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ حسین سے بڑھ کر کوئی شہید دنیا کی ابتداء سے لے کر آج تک پیدا ہی نہیں ہوا۔

انہوں نے حق کی اشاعت، انسانیت کی بقاء، اسلامی اصولوں کی حفاظت اور ملوکیت کے خاتمے کے لئے جو جدوجہد کی اور ایسی شدید تکلیفیں برداشت کیں جن سے انبیاء بھی شاذونادر ہی دوچار ہوئے ہوں گے۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ انہیں تاریخِ عالم کا عظیم کردار قرار نہ دیا جائے اور ان کی قربانیوں کو فراموش کردیا جائے۔ ان کی پاکیزہ زندگی، ان کی اعلیٰ تعلیم، ان کا عزم و عمل اور استقلال و شجاعت رہتی دنیا تک انسانیت کی رہنمائی کرتی رہے گی۔ وہ روشنی کا مینار ہیں، منزل کے متلاشی ان سے روشنی حاصل کر کے منزل کی طرف بڑھتے رہیں گے۔ (مقامِ حسینؑ)

لالہ دینا ناتھ (ایڈیٹر ویر بھارت)

بزرگ ہستیاں خواہ ان کا تعلق کسی مذہب سے ہو ہمارے نزدیک واجب الاحترام ہیں اور غیر مذہب کے رہنما کی عزت کرنا ایک ایسا وصف ہے جو ہندوؤں کو اپنے رشیوں سے ورثہ میں ملا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برہم سماج جیسی سوسائٹیاں ہندوؤں میں قائم ہوئیں اور اب بھی ہندوؤں کی سرپرستی اور مدد سے چل رہی ہیں۔

اندریں حالات اگر ہم عرب کے اس شہیدِ اعظم کو خراجِ تحسین ادا کرتے ہیں تو اس کا مقصد مسلمانوں کو خوش کرنا نہیں بلکہ درحقیقت ایک عظیم الشان شخصیت کا مطالعہ کرنا اور انسانیت کے تئیں اپنا فرض ادا کرنا ہے۔

(پیامِ اسلام)

سی۔ ایس۔ رنگا آئر (سابق ایم۔ ایل۔ اے)

اگر حسین کی زندگی اور قربانی کے مقصدِ اعلیٰ کو سمجھ لیا جائے تو ہر ہندو، شیعہ، سنی اور ہر انگریز بالکل اس نتیجے پر پہنچے گا کہ پست سیاست حسین کی نظر میں بے کار تھی۔ اپنے دشمن کی فوج میں تفرقہ اندازی یا پھوٹ ڈالنے کی کوشش کا خیال ہی ان کے دماغ میں نہ تھا، وہ اپنے ہی ساتھیوں کو فرماتے تھے کہ متفرق ہو جاؤ اور میرے ساتھ اپنی جان نہ دو۔ مگر ان کے مٹھی بھر اصحابِ باوفا کے قدموں کو جنبش نہ ہوئی اور انہوں نے اپنی زندگی کی آخری سانسوں تک ان کا ساتھ دیا۔ موت کی تلخی اور حیات کی شیرینی بھی ان کو اپنے آقا سے جدا نہ کرسکی اس لئے کہ وہ لوگ حسین میں تجلیاتِ الٰہی کا مشاہدہ کر رہے تھے۔

حسین دنیاوی مقاصد رکھتے ہی نہ تھے۔ بس ان کا مقصد یہ تھا کہ مستقبل میں تاریک اور یزید پرست دنیا کے لئے ایک مثالی انسان، ایک نورِ ہدایت اور ایک غیر فانی رہنما ثابت ہوں۔ انہوں نے موت کو خود دعوت نہیں دی بلکہ یزید کی بیعت اور اپنے ضمیر کا خون کر کے زندہ رہنا انہیں گوارا نہ تھا اس لئے کہ وہ نااہل، فاسق اور اسلام سے کوسوں دور تھا۔

وہ بخوشی کنارہ کشی کر لیتے اگر یزید شیطان کا بندہ نہ ہوتا بلکہ حسین کی طرح خدا کا برگزیدہ بندہ ہوتا۔

اگر حسین کو حکومت ملتی تو ان کی حکومت زمین پر آسمانی حکومت ہوتی۔ تاہم مرنے کے بعد بھی وہ ایسی حکومت کر رہے ہیں جو کوئی حکمران نہیں کرسکتا۔

وہ لازوال تخت و تاج کے مالک ہیں' وہ ہمارے غیر فانی بادشاہ ہیں۔ انہوں نے فطرتِ انسانی کو غیر محدود وسعت عطا فرمائی ہے۔ حسین کے وفادار آسمان کے ستاروں کی طرح جگمگا رہے ہیں۔ نسلِ انسانی جب تک صفحۂ ہستی سے خود نہ مٹ جائے ان کے کارناموں کو فراموش نہیں کر سکتی۔ (مون لائٹ)

○

ہز ہائی نس مہاراجہ جیواجی راؤ سندھیا (گوالیار)

آج سے تیرہ سو سال قبل کربلا کے خونی میدان میں جو ہولناک اور درد انگیز سانحہ وجود میں آیا تھا اس کی یادگار ہر سال محرم کے مہینہ میں ساری دنیا میں منائی جاتی ہے۔ رسولِ خدا کے پیارے نواسے حضرت امام حسین نے ظالم کے مقابلے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا۔ وہ جور و تعدی کے سامنے سر جھکانے پر تیار نہیں تھے' ان میں عقیدہ اور ضمیر کی پختگی تھی' اعلیٰ ترین مقاصد اور بلند ترین نصب العین ان کے سامنے تھا' انہوں نے ایک بڑی اور طاقتور فوج کا دندان شکن مقابلہ کیا' وہ اور ان کے ساتھی اس جنگ میں شہید ہوئے۔

دشمن کے ظلم و ستم کا مقابلہ آپ نے خدا کے انصاف پر اعتماد رکھتے ہوئے اپنے اٹل ارادے' اپنی بلند ہمتی اور اس مستحکم عقیدے سے کیا کہ چاہے اس وقت جو کچھ بھی ہو مگر آخر فتح صداقت کو نصیب ہو گی۔

تاریخِ اسلام کی یادگار یہ واقعہ' عقائد کے اختلاف اور نسل و رنگ اور مذہب کے تنگ نظریات سے بالاتر ہے اور اس قابل ہے کہ نسلِ انسانی اس کو اپنے دلوں میں جاگزیں کرے اور قربانیوں کی پروا کئے بغیر ادائے فرض کی اہمیت کو سمجھ لے۔

انہی جذبات کے تحت اس عظیم الشان ہیرو کی خدمتِ عالیہ میں اس کی برسی کے موقع پر ہدیۂ خلوص پیش کرتا ہوں۔

مجھے یقین ہے کہ اس زندۂ جاوید شہیدِ اعظم کی قربانی ہمیشہ ان لوگوں کے دلوں میں جوش اور تازگی پیدا کرتی رہے گی جو انصاف' آزادی اور عزت و آبرو کے لئے اپنی جانیں دینے سے گریز نہیں کرتے۔ (حسینیؑ پیغام بمبئی)

○

راجہ میشور دیال سیٹھ۔ ایم۔ ایل۔ سی (تعقلہ دار کوٹر)

اس بڑی اور شاندار قربانی کا کیا بھید ہے۔

ظاہری اور اجمالی نقطۂ نظر سے واقعات کو دیکھ کر یہ لوگ محسوس کرتے ہیں کہ حسین نے بھوک' پیاس' دکھ' درد اور رنج و غم کی تکالیف برداشت کیں' لیکن جب ہم ان واقعات پر ذرا غور اور بلند خیالی اور روحانی نقطۂ نظر سے غور کرتے ہیں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک بڑی آتما ان میں موجود تھی اور وہ ایک بڑی آتما میں تھے۔

حسین نے ایک عظیم المرتبت اور شاندار قربانی حق اور انسانیت کی حفاظت کے لئے پیش کی۔ ان کی شہادت انسانیت کے لئے مسلسل درس ہے کہ حق و انصاف کبھی دبائے نہیں جا سکتے اور بالآخر فتح پاتے ہیں۔ تاریخِ اسلام میں پیغمبرِ اسلام کے بعد وہ سب سے بڑی ہستی کہے جا سکتے ہیں۔ صداقت' انصاف اور فرض کی قربان گاہ پر انہوں نے تیرہ سو سال پہلے اپنے آپ کو بھینٹ چڑھایا لیکن ایک بلند اور اعلیٰ مفہوم میں وہ آج بھی زندہ ہیں اور فرض شناسی' جرات اور حب الوطنی کے پیغام کے ساتھ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ (حسینؑ ڈے رپورٹ)

مہاراجہ سر ہر کشن پر شاد

حضرت امام حسین کی شہادت ایک ایسا واقعہ عظیم ہے جو نہ کبھی پہلے ہوا اور نہ تاریخ بعد میں اس کا مقابل لا سکی۔ ملل مافیہ اور ان کی تاریخ اگر اسی طرح قبول کر لی جائے جس طرح اس وقت ہمارے سامنے موجود ہے تب بھی ان کا کوئی شہید یا سلسلہ شہداء مشکل سے ہمارے شہید کی عظمت و شرافتِ اعمال کا مقابلہ کر سکے گا۔ اولیائے مذاہب اور ان کی تکلیفیں حسین کے انبوہِ مصائب پر غلط اندازِ نظر سے بھی تھرا جائیں گی۔ کسی صلیب زدہ جسم کی چند کیلیں حسین کے جسمِ اقدس میں لگنے والے بے شمار تیروں اور نیزوں کی انیوں کے سامنے بے حقیقت ہوں گی۔

اس حقیقت کی تاریخ دشمنوں ہی کی زبان اور قلم نے ہمارے حوالے کی' حسین کا دوست واقعہ نگار کوئی زندہ نہ چھوڑا گیا۔ اگر کوئی واقعہ نگاری کر سکتا تو علی ابن الحسین یا مخدراتِ عصمت کر سکتی تھیں۔ لیکن امام زین العابدین اپنی قید سے بہت پہلے بسترِ علالت پر مقید تھے اور پردہ نشین بی بیاں حسین کی زندگی تک بیرونی حالات سے بہت کچھ بے خبر تھیں۔ لیکن حسین کی شہادت کے بعد نہ صرف علی بن الحسین اپنے بسترِ علالت سے کھینچے گئے کہ وہ اس کے بعد کے واقعات دیکھیں بلکہ مخدراتِ عصمت و طہارت نے بھی یہ دیکھا کہ ہمیں اپنے تقاضائے غیرت کے خلاف عالم کی نگاہیں دیکھتی ہوں گی۔

حسین کی شہادت نے تاریخِ اسلام پر عام اس سے کہ وہ گزشتہ ہو یا آئندہ ایسی روشنی ڈالی ہے جس سے واقعات کا اصلی رنگ معلوم ہو گیا اور ثابت ہو گیا

کہ دشمنوں نے خاندانِ رسالت مٹا دینے کے لئے کس قدر شرمناک کوشش کی تھی۔ کوئی گھر عالم میں ایسا تباہ و برباد نہ ہوا ہوگا جیسا کہ خاندانِ رسالت تباہ و برباد ہوا۔

صحرائے کربلا میں ہوا کیا بری چلی
پانی طلب کیا تو گلے پر چھری چلی

دنیا میں کوئی چھوٹا سا لشکر اس شان سے دشمن کے مقابلے میں کھڑا نہیں ہوا' جیسے حسین کے یہ چند بچے' جوان اور بوڑھے رفقاء کھڑے تھے۔ وہ زمین' وقت اور اتفاق پیدا نہیں ہوا جس میں اتنے ٹڈی دل لشکر کے مقابلے میں باوجود گرمی ورپیاس کی شدت کے یہ چھوٹا سا لشکر مطمئن اور منتظر کھڑا تھا۔ شاید ہی کسی لشکر کو اپنی شکست اور کسی سپاہی کو اپنے قتل کا ایسا یقین ہو جیسا حسین کے لشکر اور سپاہیوں کو تھا اور شاید ہی کوئی لشکر اس یقین کے بعد اس استقلال' اس شان اور شہادت کے شوق میں اپنی موت کا ایسا منتظر ہو اور ان کی یہ بے خوفی' مصائب پر صبر و استقلال اور جان سے لاپرواہی نہ ہوتی اگر وجہ ایسی عظیم نہ ہوتی اور شاید باوجود وجہ کے بھی دنیا کا یہ حیرت خیز واقعہ' واقعہ کی صورت میں نہ آتا اگر مرکز ایسا نہ ہوتا جیسے حسین تھے۔ ابنِ سعد کے لشکر کی تعداد کم سے کم تیس ہزار اور امام حسین کے لشکر کی تعداد زیادہ سے زیادہ بہتّر نفوس تھی۔

لشکرِ حسینی کے ایک ایک جانباز سپاہی نے اپنے دل کو سپاہیانہ ہوش میں بلکہ شہادت کے جوش میں اور موت کی جلدی کے لئے دشمنوں پر دے مارا' اصحابِ حسین ہزاروں کافروں کو خاک و خون میں آلودہ کر کے عالمِ راحت کی طرف

رخصت ہوگئے اور آخرکار حسین نے بھی جامِ شہادت نوش فرمایا۔ بہادری میں درجۂ اول حسین ابنِ علی کا ہے۔ انہوں نے بھوک اور پیاس کے باوجود ہزارہا دشمنوں کا مقابلہ یک وتنہا کیا۔ ان پر بہادری کا خاتمہ ہے۔

حقیقتاً آپ کو قتل کرکے حسین کے دشمنوں نے تکبیر وتہلیل کو قتل کرڈالا۔ حضرت مولانا روم نے تاریخ کا مصرعہ کیا خوب فرمایا ہے۔

سر دیں را برید بید ۶۰ھ

(سرفراز لکھنؤ)

○

دیوان بہادر ہربلاس ساردا۔ ایف۔ آر۔ ایس۔ ایل

حضرت امام حسین اسلام کے مشاہیر کی صف میں ایک بلند مرتبت ہیرو کا درجہ رکھتے ہیں۔ آپ نے جو بلند اور اعلیٰ قربانی پیش کی اور جس سپرٹ میں صداقت وعزت کے لئے اپنی جان دی وہ اس بات کی روشن مثال ہے کہ ایک انسان جس کے دل میں اعلیٰ ترین جذباتِ خدمتِ نوعِ انسانی متحرک ہوں کیا کچھ کرسکتا ہے اور اسے کیا کرنا چاہئے۔

حضرت امام حسین کی زندگی ایشیاء اور افریقہ کے کروڑوں مسلمانوں کی زندگی اور کریکٹر کو صحیح راستے پر لارہی ہے اور انہیں بتارہی ہے کہ زندگی کے ان شدائد ومصائب کا کس طرح مقابلہ کرنا چاہئے جن سے مردوں اور عورتوں کو آئے دن دوچار ہونا پڑتا ہے اور جن میں تہذیبِ نو کی بدولت روز بروز اضافہ ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

امام حسین کے شجاعانہ کارناموں کے متعلق دنیا کو جتنی زیادہ معلومات

حاصل ہوتی جائیں گی اور ان کے حالات کو جس قدر زیادہ نشر کیا جائے گا ہم سب لوگوں کے لئے اتنا ہی سودمند ہوگا۔

اس لئے کہ حسین کی زندگی اور شہادت سے ہم یہ سبق حاصل کرسکیں گے کہ ہم اپنی زندگی کا معیار کس طرح بلند کرسکتے ہیں۔ (حسینؑ دی مارٹر)

○

کشن پرشاد

نہ فقط دنیائے اسلام بلکہ از آغاز تا انجام کوئی مثال دنیا میں واقعۂ روح فرسائے ارضِ نینوا کے مثل ڈھونڈے سے بھی نہ ملے گی۔ یہ سانحہ اپنی نوعیت اور اہمیت کے لحاظ سے اپنی مثال خود ہی ہوسکتا ہے۔ واقعۂ کربلا ہی ایک ایسا واقعہ ہے جس کے جزئیات پر نظر ڈالنے سے انسان کو تہذیبِ اخلاق کا پورا میدان ہاتھ آتا ہے۔ مظلوم امام حسین نے جس استقلال اور مضبوط ارادے کے ساتھ دنیا میں صداقت اور حق کا علم گاڑا وہ صرف اسی کی ذات سے ہوسکتا تھا جس کو خدا نے ایسا بہادر دل دیا ہو۔

○

مہاراجہ ہلکر آف اندور

آج اس جلسے کو تمام اقوام ومذاہب کے لوگ مشترکہ طریقے سے کررہے ہیں جس میں امام حسین کے اس کارنامے سے سبق حاصل کریں گے جس میں آپ نے آزادی کے لئے وحشیانہ طاقت کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی جان کی بازی لگا کر وہ عظیم الشان قربانی دکھائی جس نے حق اور انصاف کو دنیا میں قائم کردیا۔

اگر تمام ملک میں اس قسم کے جلسے ہونے لگیں تو مجھے یقین ہے کہ تمام قوموں اور مذہبوں میں اتحاد و اتفاق ہو جائے گا۔

○

ہز ہائی نس سر نٹور سنگھ (مہاراجہ آف پوربندر)

قربانیوں ہی کے ذریعے تہذیبوں کا ارتقاء ہوتا ہے۔ حضرت امام حسین کی قربانی نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ پوری نسلِ انسانی کے لئے ایک قابلِ فخر کارنامے کی حیثیت رکھتی ہے۔ موجودہ دور میں جب کہ ذاتی اور نسلی نفرتیں اپنے عروج پر ہیں اور قتل و غارت کا بازار ہر طرف گرم ہے کیا ہم سر کے بل تباہی کے غار میں نہیں گر رہے؟۔ کوئی اپائے نہیں سوائے اس کے کہ حضرت امام حسین کی شہادتِ عظمیٰ کو مشعلِ راہ بنایا جائے۔ ہماری زندگی میں امن و سکون صرف اور صرف حضرت امام حسین اور ان کے رفیقوں کی قربانیوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے حق و صداقت کے راستے پر قدم آگے بڑھانے ہی میں مضمر ہے۔ حضرت امام حسین نے اپنا سب کچھ ایک اعلیٰ مقصد کے حصول کے لئے قربان کردیا۔ انہوں نے جان دے دی لیکن انسانیت کے رہنما اصولوں پر آنچ نہیں آنے دی۔ دنیا کی تاریخ میں ایسی دوسری مثال نظر نہیں آتی۔۔۔۔ حضرت امام حسین کی قربانی کے زیرِ قدم امن اور مسرت دوبارہ بنی نوع انسان کو حاصل ہو سکتے ہیں بشرطیکہ انسان ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرے۔

○

پنڈت سندر لال (ہندو عالم، رہنما اور مصنف)

تاریخ نے اعلیٰ مقاصد کے لئے اور حق و صداقت کے راستے میں بہت سی قربانیوں کے واقعات کو محفوظ کیا ہے۔ ان میں سب سے بلند قربانی حضرت امام حسین کی ہے جو تیرہ سو سال قبل کربلا کے میدان میں پیش کی گئی تھی۔ گزشتہ تیرہ سو سال میں جس طرح ہر مسلمان حکمراں بادشاہ نے صرف اپنی طاقت کے ذریعہ اپنی حکومت کو اسلامی کہلوایا ہے اس سے اسلام ابتداء ہی میں ختم ہو جاتا اگر امام حسین اور اُن کی مختصر سی جماعت اپنے خون کا نذرانہ پیش کرکے اسلام کو مکمل تباہی سے نہ بچالیتی۔۔۔۔ میری پرارتھنا یہ ہے کہ ان کی اور ان کے کارناموں کی یاد ہم سب کو متاثر کرنے کے لئے ہو اور ہم میں محبت اور یگانگت کے جذبات پیدا کرسکے۔

ہمیں ایک دوسرے کے جذبات اور خیالات کا احساس اور احترام کرنا چاہئے اور اپنی کوتاہیوں پر بھی نظر رکھنی چاہئے۔ ان کی یاد منانے سے ہمارا تزکیہ نفس ہونا چاہئے تاکہ ہمارے دلوں میں سے بغض و حسد اور انتقام کی خواہشات مٹ جائیں اور گناہ گار اپنے گناہوں سے توبہ کرلیں۔

○

میلا رام فارانی

اسلام کے بہادروں نے اہلِ دنیا کو جس قسم کی شجاعتوں کے لاثانی نمونے دکھائے ہیں وہ انسانی عقلوں اور فہموں کو گم کردینے والے ہیں۔ مولا مشکل کشا

علی ابنِ ابی طالب کی شجاعت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ پھر حسین کی بہادریاں اور قربانی ایسی نہیں کہ جنہیں بھلایا جاسکے۔ کربلا کے خوفناک میدان میں آپ نے جودلاوری دکھائی اس کے نظیریں نایاب ہیں۔ اہلِ بیت کے تمام افراد کی بے مثال بہادریاں اور قربانیاں تاریخ میں مذکور ہیں۔ غرض کہ تاریخوں میں ایسی بے باکی اور جرات مندی کے نمونے بالکل ہی نادر و نایاب ہیں۔

○

جی۔ آر۔ گودی (مشہور ہندوستانی ایڈوکیٹ)

امام حسین پہلے شہید نہیں ہیں اگر ہم آپ کی شہادت کو اس زاویہ نگاہ سے دیکھیں تو ہمیں کوئی خاص بات نظر نہیں آئے گی لیکن اگر ہم ان واقعات کو دیکھیں جن سے امام کو دوچار ہونا پڑا اور ان مقاصد پر غور کریں جن کے لئے امام حسین اور ان کے ساتھیوں نے اپنی جانیں قربان کیں تو اس وقت یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ امام حسین سے بڑا شہید دنیا کی ابتداء سے لے کر آج تک پیدا نہیں ہوا۔ آپ نے حق کی راہ' انسانیت کی بقاء' اسلامی اُصولوں کی حفاظت اور ملوکیت کے خاتمے کے لئے جدوجہد کی اور شدید تکلیفیں برداشت کیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ تاریخِ عالم کے عظیم کردار ہیں آپ کی تعلیم' عزم و استقلال اور شجاعت رہتی دنیا تک انسانیت کی رہنمائی کے لئے روشن مینار ہے۔

○

رائٹ آنریبل ایم۔ آر۔ جیارکار (جج فیڈرل کورٹ انڈیا)

کئی برس سے میری یہ تمنا تھی کہ ہندو مسلمان ایک دوسرے کے مقدس

ایام اور پیغمبروں کا دن مل جل کر منایا کریں۔ تیرہ سو سالہ حسین ڈے پر میری یہ تمنا پوری ہوتی ہوئی نظر آئی اور میں بارگاہِ حسینی میں اپنا نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہوں۔

مجھے یہ بھی توقع ہے کہ مسلمان سال بہ سال اس عظیم ترین قربانی کی یاد مناتے ہوئے اس معیارِ حق و صداقت کو بھی سامنے لائیں گے جس نے پوری بنی نوع انسان کے لئے ترقی اور کامیابی کا دروازہ کھول دیا ہے۔

○

دیوان بہادر کرشن لال (سابق چیف جسٹس بمبئی)

مجھے حسین ڈے کی تقریبات میں سے ایک کی صدارت کا موقع ملا اور میں نے دیکھا کہ ہزاروں سامعین نہایت ادب واحترام سے تقریر سن رہے ہیں۔ سامعین کی توجہ کے میرے نزدیک دو سبب ہوسکتے ہیں۔ اوّل یہ کہ کربلا کے واقعات انتہائی المناک ہیں اور ہر سننے والا ان سے متاثر ہوتا ہے۔ دوئم یہ کہ معرکہء کربلا میں حق اور باطل کا مقابلہ ہوا اور بظاہر فتح باطل قوت کو ہوئی تھی۔ آخر امام حسین نے یزیدی فوج سے مقابلہ کیوں کیا جب کہ وہ جانتے تھے کہ نتیجہ کیا ہوگا؟ یہ سوال لوگوں کی توجہ اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ حقیقت کہ امام حسین نے اپنے گنتی کے چند ساتھیوں کے ساتھ ہزاروں کی تعداد پر مشتمل فوج سے مقابلہ کیا' کسی دنیاوی مقصد کے لئے نہیں بلکہ حق و صداقت کا معیار قائم کرنے کے لئے۔ یہ مثالی قربانی ایک مشعل کی طرح رہتی دنیا تک اندھیروں میں بنی نوع انسان کی رہنمائی کرتی رہے گی۔

○

ڈاکٹر جے۔ اے۔ کولاکو (سابق میئر بمبئی)

امام حسین اب دنیا میں موجود نہیں لیکن ان کے کارنامے ہمارے سامنے ہیں۔ ان کی یاد ہم میں سچائی کی تحریک پیدا کرتی ہے اور باطل سے مقابلہ کرنے کے لئے ہمارے حوصلے بلند کرتی ہے۔ حق و صداقت کے راستے میں مشکلات و مصائب برداشت کرنے کی تاب پیدا کرتی ہے۔ صرف مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ بلا امتیاز قوم و مذہب و ملت تمام انسانوں کے لئے امام حسین کی قربانی ایک ایسا نمونہ عمل ہے جو زندگی کے راستوں کی تاریکیوں کو قیامت تک کے لئے دور کرنے اور رہنمائی کرنے کے لئے کافی ہے۔

○

بابو راجندر پرشاد

میں حضرت امام حسین کی بڑی قدر کرتا ہوں اور انہیں انسانیت کا علمبردار تصور کرتا ہوں۔ بلا تفریق مذہب امام حسین کی قربانی سب کو درسِ صداقت دیتی ہے۔

○

موہن داس کرم چند گاندھی

شہید کی حیثیت میں امام حسین کی مقدس قربانی نے میرے دل میں ثناء و صفت کا لازوال جذبہ پیدا کیا ہے۔ کیونکہ آپ نے بھوک و پیاس کی تکلیف اور موت کو اپنے اور اپنے بچوں اور خاندان کے لئے پسند کیا مگر ظالم قوتوں کے سامنے سر نہیں جھکایا۔

شری سوامی گلنجانند (صدر اچھوت لیگ ڈھاکہ)

ہم خوش ہیں کہ اچھوت لوگ جو اس ملک کے اصل باشندے تھے یزیدیوں کی بڑی کوشش کے باوجود مٹ نہ سکے اور یہ صدقہ امام حسین کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم امام حسین کے مقام کو سمجھتے ہیں، پرکھتے ہیں اور ان کی قدر کرتے ہیں۔ ان کی مظلومیت کی داستان اور ان کے ذکر کو غور سے سنتے، سمجھتے اور پرکھتے ہیں۔۔۔ آج دنیا کے بڑے بڑے ملک اور حکومتیں امن کی دعوت دے رہی ہیں۔ سب سے زیادہ امریکہ امن کا پرچار کرنا چاہتا ہے۔۔۔ امام کے پیغام کو اگر امریکہ اپنا لے تو دنیا میں امن و امان قائم ہو سکتا ہے اور ہر طرح کی بے چینی دور ہو سکتی ہے۔۔۔ جس طرح امام حسین نے بدی اور نا انصافی کے خلاف اپنا حقانی پرچم بلند کیا تھا۔ یزید نے ان سے کہا تھا بیعت کرلو۔ یہ بیعت کیا تھی؟ اس بیعت کے معنی سند یا سرٹیفکیٹ دینا تھا کہ یزید جو بُرائیاں کر رہا ہے اور جو بے انصافیاں کر رہا ہے حضرت امام حسین اس کی سند دے دیں کہ وہ جائز ہیں۔ مگر حضرت امام حسین نے سر دینا منظور کیا بدی کی اجازت نہ دی اور انصاف کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔

آج یہ اعتراضات کئے جاتے ہیں کہ حضرت امام حسین کی مجالس برپا کی جاتی ہیں، ان کی یاد میں مرثیے پڑھے جاتے ہیں اور باجے بجائے جاتے ہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ یزید اور اس کے ماننے والے ساتھی چاہتے تھے کہ امام حسین کا نام مٹ جائے۔ چنانچہ انہوں نے ان کی قبر کو کھود ڈالا اور اس پر کھیتی باڑی کرائی گئی تاکہ آپ کا نام باقی نہ رہے۔ لیکن ہم اس کے مقابلے میں آج

بھی ڈنکے کی چوٹ پر حضرت امام حسین کا نام لے رہے ہیں۔ اس کے برعکس یزید کے لئے کہیں ٹھکانہ نہیں' اس کا چراغ جلانے والا کوئی نہیں۔

آج مشرقی بنگال میں ۵۵ لاکھ کے قریب اچھوت رہتے ہیں' وہاں جو قومیں آباد ہیں انہیں سخت ضرورت ہے کہ امام حسین کے مشن کو قائم کرکے ان کے مبارک اصولوں کو پھیلاتے جائیں۔ اسی طرح چاٹگام کے علاقے میں بھی بڑی ضرورت ہے بلکہ جس طرح گھروں میں یادِ امام کی مجالس قائم ہوتی ہیں اسی طرح میدانوں میں بھی بَرملا جلسے کئے جائیں اور عَلم بلند کرکے کہا جائے کہ ہم علی کی گورنمنٹ قائم کریں گے اور پاکستان بھی اس واسطے ملا تھا کہ اس میں علی کی گورنمنٹ قائم ہو۔۔۔ حسین نام ہے بھلائی اور انصاف کا۔ نیکی اور بدی ہمیشہ آپس میں لڑتی رہی ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم بدی مٹائیں اور نیکی کو پھیلائیں۔

○

مسز سروجنی نائیڈو

حضرت امام حسین نے آج سے تیرہ سو سال قبل دنیا کے سامنے جو پیغام اور اصول پیش کیا تھا وہ اتنا بے نظیر اور مکمل تھا کہ آج ہم اس کی یادگار منا رہے ہیں۔ میرے پاس ایسے الفاظ نہیں اور نہ دنیا کی کوئی ایسی فصیح و بلیغ زبان ہے جس کے ذریعے میں ان جذباتِ عقیدت کو بیان کرسکوں جو اس شہیدِ اعظم کے لئے میرے دل میں پائے جاتے ہیں۔ حضرت امام حسین صرف مسلمانوں کے نہیں بلکہ رب العالمین کے سارے بندوں کے لئے ہیں۔

میں مسلمانوں کو مبارکباد دیتی ہوں کہ ان میں ایک ایسا بلند انسان گزرا ہے
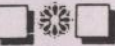
جسے دنیا کی ہر قوم یکساں طریقے سے مانتی ہے اور اس کی عزت کرتی ہے۔

☆ آپ نے حسینؑ ڈے کمیٹی بمبئی کے نام اپنے پیغام میں کہا:

کربلا کا دردناک سانحہ آج بھی ویسا ہی تازہ' ویسا ہی درد انگیز اور ویسا ہی اثر خیز ہے جیسا کہ اس روز تھا جب اسلام کا یہ بہترین رہبر شہید کیا گیا تھا۔ تیرہ سو سال کے بعد بھی امام حسین کی مثال حق و حریت کی تلاش رکھنے والوں کی رہنمائی کے لئے روشنی کا منارہ بنی ہوئی ہے۔ ان کی ذات تمام اختلافات سے بالاتر ہے' وقت اور زمانے کی قید سے آزاد ہے اور برائیوں کے مقابلے میں صداقت کی فتح کا لافانی نشان ہے۔

☆ آپ نے حیدر آباد دکن کے اجلاس یادگارِ حسینیؑ کی موقع پر جو پیغام بھیجا وہ حسبِ ذیل ہے:

جب لوگ مرتے ہیں تو ان کی یاد بھی موسمِ خزاں میں پتوں کی طرح غائب ہو جاتی اور ختم ہو جاتی ہے لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام قسمتِ انسانی کی ان نادر اور منتخبہ ہستیوں میں سے ہیں جن کے نام افقِ تاریخ پر ایک ستارے کی طرح جگمگا رہے ہیں۔ شاید ہی کسی اور ہستی کو اسلام کے اس ہر دل عزیز رہنما کی طرح ایسی غیرفانی شوکت اور حسن نصیب ہوا ہو۔ شاید ہی کوئی قصہ اتنا المناک اور دلدوز ہو جتنا کہ واقعہ کربلا ہے' جو آج تیرہ صدیوں کے بعد بھی لاکھوں کروڑوں انسانوں کو خون کے آنسو رلانے کی قابلیت رکھتا ہے۔ تیرہ صدیوں کے بعد بھی اس مقدس شہادت کی عظمت و شوکت ظلم اور باطل کے خلاف کشمکش کی اعلیٰ ترین نشانی ہے اور انسانی آزادی اور حق پرستی کی راہ میں سب سے بڑھی ہوئی انسانی قربانی بھی۔

حسینؑ سے سکھوں کی عقیدت

○

مہاراجہ جگجیت سنگھ بہادر (والی کپور تھلہ)

انسانی تاریخ میں شہیدوں کا مرتبہ بہت بلند ہے اور شہداء چاہے وہ کسی ملک و قوم کے ہوں ہر مذہب و قوم کے لئے قابلِ عزت ہیں۔ کوئی پابندِ اصول ہرگز یہ نہیں کہہ سکتا کہ شہید کسی خاص قوم یا زمانے کے لئے رہنما ہیں۔ بلکہ شہیدوں کی روشن مثالیں ہر فردِ بشر کے لئے سبق آموز ہیں اور اسی نقطہ نظر سے حضرت امام حسین کی شہادت کے واقعات ساری دنیا کے لئے قابلِ مطالعہ ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ حضرت امام حسین کی شجاعت کی یاد تازہ رکھنے کے لئے سکھ، ہندو، عیسائی دل سے شامل ہوں گے۔ میرا یہ پیغام معمولی یا رسمی پیغام نہیں بلکہ میرے خیالات کا صحیح عکس ہے۔ (رضا کار لاہور)

○

سردار خناں سنگھ، ایم۔ اے (پروفیسر لدھیانہ کالج)

سکھ قوم کی روایات ہمیشہ سے بہادری اور شجاعت سے وابستہ رہی ہیں اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ وہ دوسرے مذہب کے بہادروں کی عزت نہ کریں۔ امام حسین کی عزت کرنا تو سکھوں کے نزدیک ایک لازمی امر ہے۔ انہوں نے کربلا کے میدان میں اپنے مٹھی بھر ساتھیوں کی ہمراہی میں ٹڈی دل لشکر کا جس پامردی سے مقابلہ کیا اور بڑی سے بڑی مشکل کو جس طرح ہنس کھیل کر برداشت کیا اس نے ان کا مرتبہ اس قدر بلند کردیا کہ وہ بہادرانِ عالم میں ممتاز جگہ پر فائز ہیں۔ انہوں نے اپنی اور اپنے اہلِ خاندان حتیٰ کہ شیرخوار بچے کی جان تک قربان کرنا گوارا کرلی مگر ظلم و ستم اور فسق و فجور کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا گوارا نہ کیا۔

انہوں نے حق کی خاطر بڑی مردانگی سے جنگ کی۔ کون کہتا ہے کہ وہ دشمنوں کے مقابلے میں شکست کھاگئے۔ شکست تو ان کے دشمنوں کو ہوئی جن پر آج تک دنیا لعنت بھیج رہی ہے اور فتح حضرت حسین کی ہوئی جن کی غلامی کا دعویٰ بڑے بڑے فرمانروایانِ عالم فخر سے کرتے ہیں۔ (سروش بمبئی)

○

سردار جسونت سنگھ۔ ایم۔ اے، بی۔ ایس۔ سی، این۔ ڈی (لندن)

حسین نے اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے جان دی۔ ان کی قربانی شہیدوں میں سب سے زیادہ بلند ہے۔ انہوں نے اپنی قربانی کسی خود غرضانہ

مقصد کے لئے نہیں پیش کی تھی بلکہ صرف حق و انصاف کو بلند کرنے کے لئے دی تھی۔

دنیا کی تاریخ میں بے شمار لڑائیاں لڑی گئیں لیکن کربلا کی لڑائی اپنی اہمیت کے لحاظ سے بے حد نمایاں جنگ تھی۔ کیونکہ یہاں ہم کو یہ دکھائی دیتا ہے کہ نیکی اور بدی کی قوتیں اپنے انتہائی درجہ کمال تک پہنچ کر ایک دوسرے کے خلاف صف آراء تھیں۔

حسین صداقت اور فرض شناسی کا مجسمہ تھے۔ جو سختیاں ان کو برداشت کرنا پڑیں وہ اتنی اندوہناک ہیں کہ ایک سنگین دل کو بھی توڑ دیتی ہیں لیکن حسین کے قدم کو ادائے فرض میں ذرا بھی لغزش نہیں ہوئی۔ انہوں نے نہایت بہادری سے موت کا مقابلہ کیا۔ لیکن کیا حسین مرگئے؟ نہیں وہ آج بھی زندہ ہیں۔ وہ گرے نہیں بلکہ بلند ہوگئے اور جب سے اب تک اور زیادہ بلند ہوچکے ہیں۔ حسین زندہ ہیں اور آخرت تک زندہ رہیں گے۔ البتہ یزید جو یہ سمجھتا تھا کہ وہ اپنی قوت کی بدولت جو کچھ چاہے کرسکتا ہے ختم ہوگیا۔

(حسینؑ ڈے رپورٹ لکھنؤ)

○

سردار کرتار سنگھ۔ ایم۔ اے۔ ایل۔ بی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ پٹیالہ)

بظاہر مسلمان اوسطاً غریب ہیں لیکن مسلمان سب سے زیادہ امیر ہیں کیونکہ حسین جیسی شخصیت انہیں ورثہ میں ملی۔ اگر آپ حسین کو بھول جائیں تو اس کا نتیجہ نقصان ہی نقصان ہوگا۔

حضرت محمد مصطفیٰ سے پہلے دنیا اس نقطہ سے ناآشنا اور بیگانہ محض تھی۔ جذبۂ شہادت مسلمانوں نے ہی دنیا کو دیا۔ انہوں نے اسے لفظ کی حیثیت سے ہی دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا بلکہ اسے عملی جامہ پہنایا اور اس سلسلے میں بہترین نمونۂ شہادتِ شہیدِ کربلا ہے۔

حسین نے اپنی قربانی اور شہادت سے انہیں زندہ کردیا اور ان پر ہدایت کی مُہر لگادی۔ حسین کا اصول اٹل ہے اور اٹل رہے گا۔ حسین نے جو قلعہ تیار کیا ہے اسے کوئی گرا نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ قلعہ پتھر چونے سے نہیں بلکہ انسانی، زندگی اور خون سے تیار کیا گیا ہے۔ حسین زمانے کی سیاسی باتوں کے نبض شناس تھے۔ کربلا کے میدان میں حسین نے جو حربے استعمال کئے' وہ انصاف' پریم اور قربانی ہیں۔ حسین کا کریکٹر برتر و بالا ہے۔ حسین انصاف' پریم اور قربانی کا دیوتا ہیں۔ (حسینؑ دنیا)

○

سردار سنت سنگھ

(ایڈیٹر انصاف و پریذیڈنٹ یو۔ پی سینٹرل سکھ دیوان)

ہر حق شناس شخص جسے خدا نے ذرا بھی عقلِ سلیم عطا کی ہے وہ واقعاتِ کربلا کے غیر جانبدارانہ مطالعے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ حضرت امام حسین نے جو جنگ لڑی وہ ان کی ذاتی جنگ نہ تھی' بلکہ انسانیت و حق پرستی کی حمایت کی جنگ تھی۔ حضرت ذاتی طور پر خونریزی اور جنگ کو پسند نہ کرتے تھے۔ اس وجہ سے جب انہوں نے مدینہ میں جنگ کی سازشوں کے آثار دیکھے تو مکہ تشریف لے گئے اور جب مکہ میں جنگ کے بادل منڈلاتے ہوئے پائے

تو کوفہ چلے گئے۔ حج کے ایام میں' جب کہ اسلامی دنیا مکہ منوّرہ کی زیارت کے لئے امنڈ رہی ہو مکہ سے واپسی کوئی آسان کام نہ تھا۔ حضرت کو خلافِ معمول حاجیوں نے واپس جاتے دیکھا تو ان کے حیرت و استعجاب کی کوئی حد نہ رہی اور اکثر حاجی بے اختیار کہہ اٹھے کہ یا حضرت یہ کیا ماجرا ہے کہ اسلامی دنیا تو حسبِ معمول حج کے لئے مکہ کی طرف آرہی ہے اور آپ خلافِ معمول مکہ سے واپس جارہے ہیں؟ لیکن حضرت جنگ کے حامی نہ تھے اس لئے انہوں نے جنگ کی ساعتِ بد کو ٹالنے کے لئے حج جیسے اہم فرض کی ادائیگی سے محروم رہنا بھی گوارا کرلیا اور حاجیوں کی حیرت اور پریشانی کو دور کرنے کے لئے حضرت نے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ فرمایا: میں خدا کی راہ میں قربان ہونے جارہا ہوں۔

نرمی' متانت اور سنجیدگی حضرت کے ورثہ میں آئی تھی جب کہ مخالفین ظلم' فرعون مزاجی اور تکبر میں دنیا کا ریکارڈ مات کررہے تھے۔ اپنے اس آخری وقت میں بھی حضرت نے نرمی' متانت اور سنجیدگی کے اوصاف کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور یہاں تک ملامیت کی انتہا کردی کہ اپنے ایک پیغام کے ذریعے سے آپ نے مکہ یا مدینہ میں گوشہ نشین ہونے یا یزید کی سلطنت سے باہر کسی ملک میں جانے کی آمادگی ظاہر کی۔ لیکن اس وقت ظالم یزید اور اس کے حواری حضرت امام حسین اور ان کے عزیز و اقارب کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے۔ اس لئے انہوں نے "بیعت" یا "قتل" کا جواب دے کر حضرت امام حسین کی اس شریفانہ پیش کش کو بھی ٹھکرادیا۔

اب آخری موقع پر امام حسین کے سامنے سوائے اس کے کوئی چارۂ کار نہ تھا کہ یا تو وہ بھی دنیا کے دیگر کمزور اور بزدل انسانوں کی طرح یزید جیسے فرعون و

بدکار سے بیعت کرکے محض اپنی ذاتی جاہ و حشمت کے لئے اپنے بزرگوں اور
دینِ اسلام کے ناموس کو خطرہ میں ڈال دیں یا حق و صداقت کے راستے پر شہید
ہوکر آئندہ دنیا کے لئے شمع ہدایت ثابت ہوں۔

چنانچہ حضرت نے اپنی جان اور اپنے ساتھیوں اور عزیز و اقارب کو بھینٹ
چڑھا کر شہادت اور قربانی کی کربلا میں وہ نظیر قائم کردی جس کے مطالعے سے
آج تیرہ سو سال بعد بھی ایک پتھر سے پتھر دل انسان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے
ہیں۔

مخالفین یہ سمجھے ہوئے تھے کہ حضرت امام حسینؑ، ان کے بھائی حضرت
عباسؑ، ان کے ننھے بھانجوں، بھتیجوں اور چھ ماہ کے شیرخوار بچے علی اصغر کو تہ تیغ
کرکے انہوں نے حضرت امام حسین کی امامت کو ہمیشہ کے لئے ختم کردیا ہے۔
لیکن انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ جسے مٹانے کے منصوبے وہ باندھ رہے ہیں اسے
مٹانا آسان نہیں ہے اور جلد ہی وہ وقت آئے گا جب چار دانگِ عالم میں حضرت
امام حسین کی امامت کا ڈنکا بجے گا۔

یزید اور اس کے حواریوں کو اس بات کا وہم ہوگیا تھا کہ وہ حضرت کے
رفقاء اور پیروؤں کی لاشوں کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کرکے بربریت کی ایسی
مثال قائم کررہے ہیں جس کے خوف سے آئندہ دنیا میں حضرت امام حسین کا
کوئی نام لیوا باقی نہ رہے گا۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ حضرت کے رفقاء اور
پیروؤں کی پامالی اور ان کے ایک ایک قطرۂ خون سے لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں
ایسے عقیدت مند پیدا ہوں گے جو دنیا کے کونے کونے میں حضرت امام حسین اور
ان کے رفقاء کی قربانیوں پر فخر کرتے ہوئے ان کی ثنا کے نغمے گایا کریں گے۔

یزیدیوں کے سر پر بھوت سوار تھا کہ وہ اہلِ حرم کی توہین و تذلیل کرکے اور
قابلِ پرستش خواتین کو اذیتیں دے کر ایک ایسے وحشیانہ حربے کو استعمال میں
لا رہے ہیں کہ جس کی وحشت سے آئندہ کسی عورت کو یزیدیوں کے ظلم و جبر کے
خلاف آواز اٹھانے کی جرات نہ ہوسکے گی اور ہمیشہ کے لئے بلاخوف و خطر چین
سے خلافت کی بانسری بجاتے رہیں گے۔

گم راہ یزیدیوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ جن معزز خواتین اہلِ حرم کی توہین و
تذلیل کرکے وہ آج خوشیاں منا رہے ہیں۔ ان کی مصائب انگیزیاں ایک دن
ایسا رنگ لائیں گی کہ ہر گھر میں ان بہادر خواتین کی بے نظیر قربانیوں کے نہ
صرف گن گائے جایا کریں گے بلکہ آئندہ دنیا میں جابر یزید اور اس کے حواریوں
کا کوئی نام لیوا بھی باقی نہ رہے گا۔

مذہبِ اسلام کے موجودہ عروج و ترقی میں حضرت امام حسین اور ان کے
عزیز و اقارب و رفقاء کی شاندار قربانیوں کا راز مضمر ہے۔ اس وجہ سے حضرت
کا نام تمام دنیا میں آج بھی عزت و احترام سے لیا جاتا ہے اور جب تک دنیا قائم
ہے شہادت اور قربانی کے شیدائی حضرت کی یاد اسی خلوص اور صداقت سے
مناتے رہیں گے جس طرح ہم منا رہے ہیں۔ (اجلاس یادگارِ حسینیؑ منعقدہ لکھنؤ)

○

کنور مہندر سنگھ بیدی سحر دہلوی

تشنہ کامی، بے کسی، غربت، فریبِ دشمناں
نوکِ خنجر، بارشِ پیکاں بلائے خونچکاں

ہے دمِ شمشیر سے بھی تیز تر راہِ جہاں
ہر قدم اک مرحلہ ہے ہر نفس اک امتحاں
زندگی پھر اہلِ دل کی آسانی طلب
یہ وہ مے ہے جس کا ہر قطرہ ہے قربانی طلب
فطرتِ آدم کو کردیتی ہے قربانی بلند
دل پہ کھل جاتی ہے اس کے نور سے ہر راہ بند
مہر و ماہ ہوتے ہیں اس کی خاکِ پا سے ارجمند
ہے فرشتوں کے گلوئے پاک میں اس کی کمند
سر وہ جس میں ذوقِ قربانی ہو جھک سکتا نہیں
تنکوں سے بڑھتا ہوا سیلاب رک سکتا نہیں
گلشنِ صدق و صفا کا لالۂ رنگیں حسین
شمعِ عالم، مشعلِ دنیا، چراغِ دیں حسین
سر سے پا تک سرخیٔ افسانۂ خونیں حسین
جس پہ شاہوں کی خوشی قرباں وہ غمگیں حسین
مطلعِ نورِ مہ و پرویں ہے پیشانی تری
باج لیتی ہے ہر اک مذہب سے قربانی تری
جادۂ عالم میں ہے رہبر ترا نقشِ قدم
سایۂ دامن ہے تیرا پرورش گاہِ ارم

بادۂ ہستی کا ہستی سے تیری ہے کیف و کم
اٹھ نہیں سکتا تیرے آگے سرِ لوح و قلم
تو نے بخشی ہے وہ رفعت ایک مشتِ خاک کو
جو بایں سرکردگی حاصل نہیں افلاک کو
ساتھیٔ بزمِ حقیقت نغمۂ سازِ مجاز
ناز کے آئینۂ روشن میں تصویرِ نیاز
دیدۂ حق بیں، دلِ آگہ، نگاہِ پاکباز
رونقِ شاہِ عجم اے زینتِ صبحِ حجاز
تو نے بخشی ہر دلِ مردہ کو شمعِ حیات
جس کے پرتو سے چمک اٹھی جبینِ کائنات
بارشِ رحمت کا مژدہ، بابِ حکمت کی کلید
روزِ روشن کی بشارت، صبحِ رنگیں کی نوید
ہر نظامِ کہنہ کو پیغامِ آئینِ جدید
اے کہ ہے تیری شہادت اصل میں مرگِ یزید
تیری مظلومی نے ظالم کو کیا یوں بے نشاں
ڈھونڈتا پھرتا ہے اس کی ہڈیوں کو آسماں
ہر گلِ رنگیں شہیدِ خنجرِ جورِ خزاں
ہر دلِ غمگیں ہلاکِ نشترِ آہ و فغاں

جاگزیں ہے اے سحر ہر شے میں وہ سوزِ نہاں
پھول پر شبنم چھڑکتا ہوں تو اٹھتا ہے دھواں
خنجرِ آہن گلوئے مردِ تشنہ کام ہے
چھٹ نہیں سکتا یہ وہ داغِ حسینِ شام ہے

(الواعظ)

○

سردار گیانی گورمکھ سنگھ

حضرت امام حسین شہیدوں کے سرتاج تھے۔۔۔ حضرت امام حسین جیسے مہاپرش میدانِ جنگ میں مجبوراً لڑائی کرنے آئے ہیں۔ آپ نے حیرت انگیز طریقہ سے دل ہلادیئے اور ہم کو انسانیت کے گُر سکھائے۔ آج بھی امام کے نقشِ قدم پر چلنے اور ان کے اصولوں کو ماننے کی بے انتہا ضرورت ہے کیونکہ بدی اور بُرائی نے انسان کو پھر سے پریشان کررکھا ہے۔ جو سچائی امام نے دنیا کے سامنے رکھی تھی سینکڑوں سال گزرنے کے باوجود آج بھی اس کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی کہ پہلے تھی۔۔۔ اگر امام عمل کرنے کا سبق نہ دیتے تو سینکڑوں سال گزرنے کے بعد بھی زندگی کی تصویر نمایاں نہ ہوتی۔

○

سوتیجا سنگھ

حضرت امام حسین نے آخری دم تک نماز نہیں چھوڑی' ان کی صحیح یاد منانے کا طریقہ یہی ہے کہ ان کے اصولوں پر عمل کیا جائے۔

○

مہندر سنگھ

حضرت امام حسین نے کربلا کے میدان میں شہید ہو کر یہ ثابت کردیا کہ حق ہمیشہ زندہ رہے گا اور باطل فنا ہونے والا ہے۔

❏❁❏

عیون المعجزات

از

مولانا محمد شریف صاحب قبلہ مدظلہ

ناشر
عباس بک ایجنسی
رستم نگر درگاہ حضرت عباسؑ لکھنؤ

Rs. 50/-

مصائب الشیعہ

مؤلف

افتخار العلماء مولانا سعادت حسین خاں صاحب طاب ثراہ

آٹھ حصّے اب چار جلدوں میں

سنہ ۱۱ھ سے اب تک کے خونچکاں واقعات

ہدیہ مکمل سیٹ: 440/-

ملنے کا پتہ

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت علیؑ لکھنؤ

فون نمبر: 269598,260756